رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

اخبار نور

مورخہ ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء

مطابق ۲۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۹ ہجری

[illegible]

[illegible]

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور اس کی برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت بیان کرنا

(۲) آریوں اور عیسائیوں سے اسلام کو بچانا۔ الزامات کے گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا۔ تاج برطانیہ کی خیرخواہی اور سکھ قوم میں باوا نانک جی کی تعلیم کا پرچار کرنا

ضوابط

(۱) یہ پرچہ ہر انگریزی مہینے کی یکم اور پندرہ کو شائع ہوتا ہے

(۲) عام قیمت سالانہ ۲ شش ماہی ۱ واعظین اور طلباء سے ایک روپیہ سالانہ پیشگی

(۳) امرائے عظام سے امتیازی قیمت پانچ روپے سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا اور ایسے حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان رسالہ کی فہرست میں درج ہونگے

جلد ۳	ایڈیٹر شیخ محمد یوسف (نومسلم) سابق سورن سنگھ کمار ودوان	نمبر ۴

KHILAFAT LIBRARY

ضروری اطلاع

شروع اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء کو نور کے جن معاونین کرام کا چندہ اخبار ختم ہو چکا ہے ان کی خدمت میں سال آئندہ کا چندہ وصول کرنے کی غرض سے یکم دسمبر کا پرچہ بذریعہ وی پی بھیجا جائیگا۔ بذریعہ خط اس امر کی علیحدہ اطلاع نہیں دی جائیگی اور جس صاحب کیطرف سے ممانعت کی تحریر نہ آئے سمجھ لیا جائیگا کہ وہ وی پی رد نہ کرنے کی بونا فائیڈ اجازت مرحمت فرماتے ہیں نیز ہم تمام مخلص معاونین وی پی وصول فرما کر اپنی کارفرمائی و شکوری کا موقعہ دیجیے۔ اور اسی پر اکتفا نہ کر کے نور کی توسیع اشاعت میں مدد بذریعہ وی پی ہم پہلے سے زیادہ مربیانہ سعی فرما کر اسکی کرنوں کو دور تک پھیلا کر عند اللہ ماجور ہونگے۔ اس لیے کہ شروع سال کے موقعہ پر احباب و اعزہ کو خریداری کی تحریک کرنا نسبتاً زیادہ موثر ہوتا ہے یہ قومی اخبار جس خلوص قلب اور صدق نیت سے پیارے اسلام کی بجاآوری خدمتیں معروف ہے وہ ناظرین سے مخفی نہیں اسلئے اسی ترقی اشاعت کے لیے اسکی تمام امیدیں ہمدردان قوم ہی کی نظر کیمیا اثر سے وابستہ ہیں بلاشبہ ایک ایسے اخبار کی معاونت اور اس کی ترقی میں سعی کرنا ایک قومی فرض سے سبکدوش ہونا اور اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے والسلام (بندہ محمد یوسف ایڈیٹر نور قادیان)

غیر معمولی

معمولی قیمت غیر معمولی فائدہ

مفت

ایڈیٹر نور کی صحت یابی کی خوشی پر دفتر نور نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آریہ دھرم کا پول جو درحقیقت آریہ سماج کی کل کی کل مستند کتابوں کا نچوڑ اور عرق ہے جس کی مقبولیت کا یہ عالم ہوا کہ جب اس کے نفس مضمون کو لیکچر کی صورت میں ایک بڑے پنڈال میں بیان کیا گیا تو شائع ہونے سے پہلے ہی ۵۰۰ کاپیوں کی درخواستیں آگئیں ایسی نادر کتاب کو خریداران نور میں مفت تقسیم کیا جاویگا۔

مفت

جن احباب کرام کا سال یکم اکتوبر تا دسمبر ختم ہو چکا ہے یہ گوہر بے بہا مفت ارسال خدمت کیا جاویگا علیحدہ درخواست کرنے کی ضرورت نہیں۔

مینیجر "نور" قادیان

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف کے لئے قادیان سے شائع ہوا

مذہبی رہنماؤں اور مذہب کے قائم کرنیوالوں کی ضرورت

KHILAFAT LIBRARY

خدا تعالیٰ فرماتا ہے انما انت منذر ولکلّ قوم ھادٍ۔ بیشک تو ڈرانیوالا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے کوئی نہ کوئی رہبر ہوا کرتا ہے۔ معلوم کرو کہ گو وہ اصول و قوانین جن سے بہیمیت کو قوت ملکی کے تابع بناتے ہیں۔ اور وہ گناہ جو قوت ملکی کے بالکل مخالف ہیں۔ عقل سلیم سے بھی معلوم ہوسکتے ہیں۔ وہ ان اصول کے فوائد اور ان گناہوں کی مضرتوں کو معلوم کر سکتے ہیں۔ لیکن لوگ اُن سے غفلت میں رہا کرتے ہیں اُن کی سمجھ پر چونکہ پردے پڑے ہوئے ہیں اس لیئے اُن کی وجدانی قوت صفرادی آدمی کی طرح بگڑ جاتی ہے۔ مقصود حالتیں اور اُن کی منفعتیں اور اندیشناک حالتیں اور اُنکے ضرر اُن کے خیال میں نہیں آتے۔ اس لیئے تمام لوگوں کو ایک ایسے واقف کی ضرورت ہے جو رہنمائی کے قوانین کو خوب جانتا ہو۔ لوگوں کا ان قوانین سے انتظام کرے۔ اُن لوگوں کو ہدایت کرکے آمادہ کرے۔ اُن قوانین کی مخالفت سے باز رکھے۔ بعض لوگوں کی رائے ایسی فاسد ہوتی ہے اُن کے مقصود بالذات وہ طریقے ہوتے ہیں جو مطلوب اصول کے مخالف ہوتے ہیں۔ اسلئے وہ خود بھی گمراہی میں رہتے ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ لوگوں کی حالت جب ہی درست ہوتی ہے کہ ایسے خیالات بالکل نابود کر دئے جائیں۔ اور بعض کی رائے میں کسیقدر رہبری ہوتی ہے۔ لیکن ہدایت کے صرف مختصر حصّہ کو وہ معلوم کرسکتے ہیں اس لیئے چند امور اُن کی یاد میں رہتے ہیں۔ اور بہت سے امور میں ان کی نظر چوکتی ہے۔ یا ان کو خیال ہوتا ہے۔ کہ وہ فی نفسہ بڑے کامل ہیں اُن کو کسی مکمل کی حاجت نہیں۔ ہے۔ اسواسطے اُن کی اصلاح کے لیئے ایسے شخص کی ضرورت پڑتی ہے جو اُن کو جہل پر مطلع کردے۔ بہرحال لوگوں کو ایک ایسے واقف کی ضرورت ہے جسکو پوری واقفیت ہو۔ لغزشوں سے وہ بالکل محفوظ ہو۔ اور جب عقل معاش اکثر لوگوں میں موجود ہے۔ تمدّن کی اصلاحات اور انتظامات کو مستقل طور پر معلوم کرسکتی ہے۔ تاہم شہر کو ایسے شخص کی ضرورت رہا کرتی ہے۔ جو بخوبی تمدّن کی مصلحتوں سے واقف ہو۔ اُن کی سیاست شائستگی سے کرسکے تو پھر جب ایسا فرقہ ہو جن کی استعدادیں نہایت درجہ مختلف ہوں اور ایسا طریقہ ہو کہ اُس کو دلی شہادت سے وہی لوگ قبول کرسکیں جو نہایت زیرک ہوں۔ اُن کی فطرت علائق سے صاف ہو کامل تجربہ اُن کو حاصل ہو۔ اس طریقہ کی رہبری صرف اُنھیں کو ہوسکتی ہے جو انسانی طبقے میں اعلےٰ درجہ کے ہوتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کا وجود شاذونادر ہوا کرتا ہے تو ایسی حالتمیں کیونکر کامل کی حاجت نہوگی اور جب آہنگری درودگری وغیرہ پیشے عام لوگوں سے بغیر اُن اصول کے جو اُن کے بزرگوں سے اور رہنما اُستادوں سے برابر نقل ہوتے چلے آتے ہیں وہ اُن سے لوگونکو آمادہ کرتے رہتے ہیں پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتے تو اُن عمدہ مطالب کی رہنمائی جن کے سمجھنے کی خاص لوگوں کو ہی توفیق ہوتی ہے۔ اور خالص طبیعت کے لوگوں کو ہی وہ مرغوب ہوتے ہیں۔ کیسے ہوسکتی ہے ایسے عالم کو ضرور ہے کہ لوگوں کو ہر ملاء اعلیٰ رؤس الاشہاد ثابت کردے کہ وہ رہنما طریقہ کا عالم ہے۔ اپنے اقوال میں خطا اور گمراہی سے معصوم اور محفوظ ہے۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ وہ اصلاح کسی ایک حصہ کو اختیار کرے اور دوسرے ضروری حصّہ کو ترک کردے۔

ان کی دو صورتیں ہوتی ہیں (۱) یہ کہ کسی ایسے پہلے بزرگ کے کلام کو نقل کرے جس پر سلسلہ کلام ختم ہوتا ہے۔ اور لوگ اُس کے کمال اور معصومیت کے بالاتفاق معتقد ہوتے ہیں اُن لوگوں میں اُس کی روائتیں محفوظ ہوتی ہیں وہ اُنھیں کے اعتقادات کے موافق لوگوں سے مواخذہ کرتا ہے اور اُنھیں کی دلیل پیش کرکے اُن کو ساکت کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ گفتگو کا خاتمہ اُس شخص پر ہوتا ہے جس پر سب لوگوں کا اتفاق ہوا کرتا ہے ۔

ایسے کاموں کی انجام دہی کے لئے ایک مقدس وجود کی ضرورت ہے

بہرحال لوگوں کو ایسے شخص کی بڑی ضرورت ہے جو معصوم ہو اور اُس کی عصمت پر سب کا اجماع ہو۔ ایسا آدمی خواہ اُن میں موجود ہو یا اُس کے اقوال اُن کے ذہنوں میں محفوظ ہوں۔ ایسے لوگوں کے مطیع ہونے کیحالت اُن قوانین کو جو اُسحالت سے پیدا ہوتے ہیں اُس کے منافعہ کو معلوم کرنا گناہوں اور گناہوں کے مضر اثروں پر اطلاع کسی دلیل کے ذریعہ سے یا عقل سے یا بذریعہ حس کے نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اُن کا انکشاف صرف وجدان سے ہوا کرتا ہے جیسے گرسنگی اور تشنگی اور دواحار یا بارد کی تاثیر صرف وجدان سے ہی معلوم ہوتی ہے ایسے ہی روح کے مناسب اور مخالف امور کی شناخت صرف

KHILAFAT LIBRARY

ذوقِ سلیم سے ہوتی ہے۔

یقین کامل کی ضرورت

خدا تعالیٰ بدیہی طور پر اُس کی ذات میں علم پیدا کرتا ہے کہ وہ خطا سے محفوظ رہے اور تمام وہ چیزیں جن کا اُس نے ادراک کیا ہے بالکل حق اور واقعہ کے مطابق ہیں۔ جیسے کہ دیکھنے والے کو دیکھتے ہی معلوم ہو جایا کرتا ہے۔ اُسکو کچھ اجتماع نہیں ہوتا کہ میری بینائی میں کچھ فرق ہے یا خلاف واقعہ میں اُن چیزوں کو دیکھ رہا ہوں اور جیسے زبان کے موضوع الفاظ کا علم ہوتا ہے مثلاً عربی داں کو اس میں شک نہیں ہوتا کہ ماء (پانی) اس عنصر کے لئے موضوع ہے اور ارض (زمین) کا لفظ اس عنصر کے لئے موضوع ہے۔ حالانکہ اُس علم کی عقلی دلیل ہے۔ نہ اُس لفظ و معنی میں کوئی لزوم عقلی ہے تاہم خدا ان امور کا بدیہی علم طبیعتوں میں پیدا کرتا ہے۔ اکثر لوگوں کو ان وجدانی علوم کی صداقت اپنے فطری وجدان سے ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ ٹھیک قوانین کو اپنے علم وجدانی سے معلوم کر لیتے ہیں۔ پیاپے یہ وجدانی علم اُن کو حاصل ہوتا رہتا ہے۔ اور اپنے وجدان کی صداقت کا اُن کو ہمیشہ تجربہ رہتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے علاوہ اوروں کو یقینی یا مشہور دلائل سے خوب ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ شخص جن امور کیطرف ہمکو بلاتا ہے وہ سب حق ہیں اُس شخص کے چال چلن ایسے عمدہ ہوتے ہیں کہ کذب کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ اور نیز لوگ اُس کی ذات میں تقرب کے آثار دیکھتے ہیں معجزات اُس سے صادر ہوتے ہیں اُس کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں حتیٰ کہ یقین ہو جاتا ہے کہ سماوی تدابیر میں اُس کا درجہ بلند ہے۔ اُس کا نفس مقدس ہے اُس کو ملائکہ سے اتصال ہے ایسا شخص اسی قابل ہے کہ خدا کیطرف جھوٹی بات کو منسوب نہ کرے اور گناہ کو عمل میں نہ لائے۔

اُس کے بعد اُس شخص سے ایسے ایسے امور ظاہر ہوتے رہتے ہیں جن سے لوگوں کے دل میں نہایت ہی اُلفت پیدا ہوتی ہے ان کی وجہ سے وہ لوگوں کو مال اور اولاد سے زیادہ عزیز ہو جاتا ہے۔ تشنہ آدمی کو آب زلال کی ایسی رغبت نہیں ہوتی جیسی لوگوں کو اُس سے رغبت ہوتی ہے بغیر ایسے شخص کے کسی اور فرقے اور قوم میں حالت مقصودہ کا رنگ نہیں چڑھ سکتا ہے اسی وجہ سے لوگ اس قسم کی عبادت میں مصروف رہا کرتے ہیں اور اپنے تمام امور کی ایسے شخص کی طرف نسبت کرتے ہیں جسمیں ایسے امور کے ہونے کا ان کو اعتقاد ہوا کرتا ہے خواہ وہ اعتقاد اُن کے صحیح ہوں یا غلط واللّٰہ اعلم

نبوت کی حقیقت اور اُس کے خواص

واضح ہو کہ انسانی طبقوں میں سب سے اعلےٰ درجہ کے لوگ مفہمین ہیں یہ لوگ اہل اصطلاح ہوتے ہیں اُن کی ملکی قوت نہایت بلند ہوتی ہے اُن لوگوں سے یہ ہو سکتا ہے کہ حقانی قوت سے کوئی انتظام مقصود قائم کریں ملاء اعلیٰ کی جانب سے ان پر علوم اور الٰہی حالات وارد ہوتے ہیں۔ مفہمین کی سیرت میں یہ امور داخل ہوتے ہیں اُن کے مزاج اور خلقت اور خلق میں اعتدال اور تناسب ہوتا ہے۔ اُن میں جزئی رایوں کی وجہ سے بیتابی نہیں ہوتی اور نہ ایسے پرلے درجہ کی ذکاوت ہوتی ہے کہ کُلّی سے جزئی کو اور روح سے صورت کو معلوم نہ کر سکیں۔ نہ ایسی عبادت ہوتی ہے کہ جزئی سے کلی کی طرف اور صورت سے روح کی جانب منتقل نہ ہو سکیں۔ سب لوگوں سے زیادہ وہ جادۂ راست کا پابند ہوتا ہے عبادت میں اُس کی نہایت پسندیدہ شان ہوتی ہے۔ لوگوں کے معاملات میں انصاف پسند ہوتا ہے۔ تدابیر کلی کو ہمیشہ پسند کرتا ہے منفعت عام کا ہمیشہ راغب رہتا ہے کسیکو بالطبع ایذا نہیں دیتا۔ ہاں اگر تکلیف اور ایذا پر عام نفع موقوف ہو۔ یا نفع عام کو ایذا لازم ہو تو البتہ اُس سے ایذا پہنچ سکتی ہے عالم غیب کی جانب ہمیشہ اُس کا میلان رہتا ہے۔ اثر اُس کی گفتگو میں اُس کے چہرہ میں اور اُس کی تمام حالتوں میں محسوس ہوتے رہتے ہیں اُس کے ہر ایک پہلو سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم غیب سے اُسکو تائید پہنچتی ہے۔ ادنی ریاضت سے اُس کو ایسا قرب اور تسکین حاصل ہوتی ہے جو اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی۔

حکیم کس کو کہتے ہیں

مفہمین کی قسمیں اور استعدادیں مختلف ہوا کرتی ہیں جن کی اکثر یہ حالت ہو کہ خدا کیجانب سے اُن علوم کو اخذ کرتا رہے جیسے عبادتوں کے ذریعے نفس میں تہذیب پیدا ہوتی ہے اُس کو کامل کہتے ہیں اور جو اکثر اخلاق کامل اور تدبیر منزل کر کے علوم کو اخذ کرے اُس کو حکیم کہتے ہیں۔

خلیفہ کس کو کہتے ہیں

اور اکثر انتظامات کلی کو حاصل کر کے لوگوں میں عدل اور انصاف قائم کرے اُس کا نام خلیفہ ہے۔

مؤید بروح القدس کس کو کہتے ہیں

اور جسکو ملاء اعلیٰ کی حضوری ہو یہ فرشتے اُس کو تعلیم دیں۔ اُس سے خطاب کریں۔ اُس کو وہ آنکھوں سے نظر آئیں۔ اور مختلف قسم کی کرامتیں اُس سے ظاہر ہوں اُس کا نام مؤید بروح القدس ہے

ہادی مز کّی کسکو کہتے ہیں

اور جس کی زبان اور دل پر نور ہوں لوگوں کو وہ اپنی صحبت اور مواعظ سے نفع پہنچائے اور پھر وہی تسلّی اور نور اُس کے خاص صحابہ اور حواریّن میں منتقل ہو وہ اس کی برکت سے کمالی درجات تک پہنچ جائیں اُسکو اُن کی ہدایت اور رہبری کی نہایت ہی حرص ہو اُس کو ہادی مزّکی کہتے ہیں۔

امام کس کو کہتے ہیں

اور جس کا بڑا حصّہ علمی مذہب کے قواعد اور مصالح ہوں وہ اُس کا زیادہ مشتاق ہو کہ اُن علوم کو قائم کرے جو محو ہو گئے ہیں اس کو امام کہتے ہیں

منذر کسکو کہتے ہیں

اور جس کے دل میں القا کیا گیا ہو کہ لوگونکو اُن مصائب اور صدمات کا حال بتا دے جو دُنیا میں اُن کے لئے مقدر ہوں یا کسی قوم کے ملعون اور مردود ہونے کو معلوم کر کے اُن کو اس کی اطلاع دے یا بعض تجرید نفس کی حالت میں اُن واقعات کو اُسنے معلوم کیا جو قبر اور حشر میں لوگوں کو پیش آنے والے ہیں اور یہ اس قسم کے حالات اُن کو بتائے۔ اُسکو منذر کہتے ہیں۔

نبی کس کو کہتے ہیں

جب حکمت الہی کا مقتضا ہوتا ہے کہ کسی معصوم کو لوگوں کی طرف بھیجے تو خدا تعالیٰ اس شخص کے باعث سے لوگوں کو ظلمتوں سے نور کی طرف نکالتا ہے بندوں پہ خدا کا فرض ہوتا ہوتا ہے کہ اپنی زبانوں اور دلوں سے اُس کے آگے سرِ تسلیم ہوں۔ ملاءِ اعلیٰ کو اس کی تاکید ہوتی ہے کہ اُس کی فرماں پذیروں سے خوشنود ہو کر اُن کے شریک رہیں اور مخالفوں سے ناخوش ہو کر اُن سے علیحدگی کریں۔ خدا لوگوں کو اس کی اطلاع کرتا ہے اُن پر اُس کی اطاعت واجب کرتا ہے۔ ایسا شخص نبی ہوتا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

اور تمام انبیاء سے سب سے زیادہ عزت و شان والا وہی ہوتا ہے جس میں ایک اور ہی ہے۔ جس میں ایک اور ہی قسم کی بعثت ہوتی ہے اور اُس کی نسبت مرادِ الٰہی یہ ہی ہوتی ہے کہ لوگ زندگی کی تیرگیوں سے نکلکر نورانیت اپنے اندر پیدا کریں۔ اور اُس کی قوم تمام لوگوں کے لئے رہبر بنے۔ اس طرح پر گویا اس نبی کی بعثت میں ایک دوسری قسم کی بعثت ہوا کرتی ہے پہلی آیت کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے **ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم** الخ (خدا ہی نے ان پڑھوں میں اُن میں سے ایک نبی بھیجا) اور دوسری حالت کی طرف خدا کے قول **کنتم خیر امۃ اخرجت للناس** میں اشارہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ **فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین** (تم لوگوں میں آسانیاں بڑھانے کو پیدا ہوئے نہ دشواریاں بڑھانے کو)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے نبیوں میں کیا فرق تھا

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں مفہمین کے تمام بالا ستیجاب جمع تھے اور دونوں نعمتوں سے کامل حصّہ آپ کو حاصل تھا اور جو انبیاء کرام کہ آپ سے پیشتر گذرے ہیں اُن کو نبوت میں ایک یا دو فن حاصل تھے اور معلوم کرنا چاہیئے کہ حکمت الٰہیہ انبیا کی بعثت کی اس لئے مقتضی ہوا کرتی ہے کہ لوگوں کی انصافی اور قابل اعتبار بہتری تدابیر بعثت میں ہی منحصر ہوا کرتی ہے۔ اور اس بہتری کی اعلیٰ حقیقت کا علم گو صرف علام الغیوب ہی کو ہوتا ہے۔ لیکن اتنا ہم بھی جانتے ہیں کہ ضرور انبیاء کے مبعوث کرنے کے لئے ایسے اسباب ہوا کرتے ہیں جو بعثت سے تخلف نہیں کرتے۔

نبی کے اتباع کی ضرورت

انبیا کی پیروی لوگوں پر اسی لئے فرض کیجاتی ہے کہ خدا تعالیٰ کو علم ہوتا ہے کہ کسی قوم کی درستی اور خوبی اسی میں ہے کہ وہ خدا کی اطاعت کریں۔ اور اُس کی عبادت کریں لیکن اُن لوگوں کے نفوس اس قابل نہیں ہوا کرتے کہ وہ خود علم الٰہی کو اخذ کریں اُن کے حال کی درستی اُسمیں ہوتی ہے کہ وہ نبی کا اتباع کریں۔ اس لئے خدا حظیرۃ القدوس میں مقرر فرماتا ہے کہ نبی کا اتباع واجب ہے۔ وہاں اس امر کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اُس کے مختلف طریقے ہیں کہ کبھی تو بعثت کا وقت خاص دولت اور قوت کے غلبہ کا اور دیگر طاقتوں کے سرنگوں کرنے کا زمانہ ہوتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ ایسے شخص کی بعثت کرتا ہے جو اس دولت اور طاقت والوں کے دین کو درست کر دے۔ جیسا کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت یا خدا تعالیٰ مقرر کرتا ہے کہ کسی قوم کو باقی رکھے۔ اور لوگوں پر اُن کو برگزیدہ کرے۔ اس لئے ایسے شخص کو مبعوث کرتا ہے کہ جو ان کی کجی کو رفع کر دے۔ اور اُن کو کتاب الٰہی کی تعلیم دے۔ جیسے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت یا اُن امور کا نظم و نسق ہوتا ہے۔ جو کسی قوم کے واسطے مقدر ہوتے ہیں۔ کہ ان کی دولت یا مذہب جس کی کسی مجدد کے ذریعہ سے اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے باقی رکھی جائیں۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام

KHILAFAT LIBRARY

اور انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کی ایک جماعت کی یہی حالت تھی خدا تعالیٰ نے ان تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے دشمنوں پر ظفر مندی کو مقدر کیا تھا جیسے کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لھم المنصورون وان جندنا لھم غالبون (اپنے پیغمبر بندوں کے لئے ہمارا قول پہلے ہی طے ہو چکا تھا کہ وہ ہمیشہ فتحمند رہینگے۔ اور ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہیگا۔) ان انبیاء کے علاوہ ایسے لوگ بھی ہوا کرتے ہیں جو اتمام حجت کے لئے پیدا کئے جاتے ہیں

نبی اور نبی کے اہل ملک

اور جب کوئی نبی مبعوث ہو تو اُن لوگوں پر جنکی جانب وہ مبعوث ہوا ہے۔ فرض ہے کہ گو وہ راہ راست پر ہی کیوں نہوں۔ لیکن اُس نبی کا سب اتباع کریں۔ اس لئے کہ ایسے بلند رُتبہ شخص سے سرتابی سے ملاء اعلیٰ کی لعنت اور ذلت و رسوائی پیدا ہوا کرتی ہے۔ نبی کے آنے کے بعد لوگوں کو خدا کی حضور میں تقرب خود حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ ایسی سرکشی کی حالت میں اُن کی تمام کوششیں رائیگاں ہو جایا کرتی ہیں اُن کے مرنے کے بعد چاروں طرف سے ان کے دلوں کو لعنت گھیر لیتی ہے علیٰ ان ھذہ صورۃ مفروضۃ تم کو یہود کی حالت سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ انھوں نے دین میں کیسی کیسی زیادتیاں اور کتاب الٰہی میں کیسی تحریف کی تھی اس لیے سب لوگوں سے زیادہ اُن کے لئے پیغمبر کی بعثت کی ضرورت تھی۔ اور پیغمبروں کے بھیجنے سے خدا کی حجت لوگوں کے مقابلہ اس لیے ثابت ہوتی ہے کہ اکثر لوگوں کی پیدائش اس قابل نہیں ہوا کرتی کہ وہ بلا واسطہ مفید اور مضر امور کو حل کر سکیں۔ بلکہ ان کی استعداد ضعیف ہوتی ہے۔ انبیاء کے بتلانے اور جبر دینے سے اُس کو قوت پہنچتی ہے۔ نیز ایسے ایسے خراب اور فاسد امور جمع ہو جاتے ہیں کہ بغیر جبر اور ویل کے دفع نہیں ہو سکتے؛

نبی کے مبعوث ہونے کی غرض

لوگ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ دُنیا اور آخرت میں اُن کے اعمال کی باز پرس کیجائے تب بعض اسباب علوی اور سفلی کے جمع ہونے کے بعد لطف خداوندی کا اقتضا ہوتا ہے کہ کسی قوم میں سے نہایت زکی شخص پر وحی کرے کہ لوگوں کو حق کیجانب رہنمائی کرے اور راہ راست کی جانب اُن کو بُلائے اس لئے نبی کا حال رہبری کے بارہ ایسا ہوتا ہے جیسے کسی مالک کے غلام بیمار ہو جائیں۔ اور وہ مالک اپنے خواص میں سے کسیکو حکم دے کہ اُن کو دوا پلاؤ۔ خواہ وہ خوشی سے پئیں یا ناگواری اور ناخوشی سے اس وقت میں اگر یہ شخص اُن کو دوا پینے میں مجبور بھی کریگا تاہم حق پر ہوگا۔ لیکن پوری مہربانی اُس کی مقتضی ہے کہ اولاً اُن کو بتا دے کہ تم بیمار ہو اور یہ دوا تم کو نفع دیگی اور اُن کے سامنے خلاف عادت و معمول ایسے افعال بھی ظاہر کرے جن سے اُن کے دلوں میں بخوبی بیٹھ جائے کہ وہ اپنے اقوال میں بالکل سچا ہے اور نیز اُس کو مناسب ہے کہ اُس دوا میں کوئی شیریں چیز بھی ملا دے ان امور کے بعد وہ اُس کے احکام کی بجا آوری اپنی بصیرت اور رغبت سے کرینگے اسیوجہ سے معجزات اور قبولیت دعا وغیرہ اصل نبوت سے خارج اور علیحدہ ہیں۔ ہاں اکثر حالتوں میں لازم ضرور ہوا کرتے ہیں

بڑے بڑے معجزات کے ظہور کی علت غائی

اور بڑے بڑے معجزات کا ظہور اکثر تین اسباب سے ہوا کرتا ہے (۱) کوئی نبی مفہمین کے رُتبہ کا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے بعض بعض حوادث اُس کو ظاہر ہو جایا کرتے ہیں اور یہ ظہور دعا کی قبولیت اور ان امور میں موجب برکات ہو جاتا ہے جس کے لئے برکت کی دعا کیجاتی ہے۔ اور برکت کے ہونے کی بھی مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی کسی شے کا نفع زیادہ ہو جاتا ہے مثلاً اعدا کے خیال میں لشکر کی کثرت متمثل ہوتی ہے۔ اس لئے وہ بزدل ہو جاتے ہیں یا طبیعت غذا کو خلط صالح بنا دیتی ہے اس سے ایسا اثر ہوتا ہے کہ گویا اُس غذا سے دو چند زیادہ تناول کی ہے۔ اور کبھی خود اصل شے ہی بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح پر کہ کسی صورت کے مادہ ہوائی میں کوئی قوت مثالی حلول کرتی ہے اور اُس کو بدل دیتی ہے۔ ان اسباب کے علاوہ اور بھی اسباب ظہور برکات کے ہوتے ہیں جنکا شمار کرنا دشوار ہے۔ اور (۲) سبب ظہور معجزات کا یہ ہوتا ہے کہ ملاء اعلیٰ متفق ہو کر نبی کے احکام جاری کرنا چاہتے ہیں اس وجہ سے الہامات اور انتقالات اور تقریبات پیش آتے ہیں جو پہلی حالت کی نسبت محض غیر معمولی ہوتے ہیں اس لئے نبی کے احباب ظفر مند اور اعدا خوار و خراب ہوتے ہیں اور حکم الٰہی کا ظہور ہوتا ہے ولو کرہ الکافرون۔ تیسرا سبب معجزات کا یہ ہوتا ہے کہ اسباب خارجی کی وجہ سے بہت سے حوادث نئے نئے پیدا ہوتے ہیں۔ نافرمانوں کو سزا دی جاتی ہے اور عالم وجود میں بڑے بڑے امور کا احداث ہوتا ہے یہی امور کسی نہ کسی وجہ سے معجزات ہو جاتے ہیں۔ نبی یا پہلے سے آنپر لوگوں کو مطلع کر دیتا ہے

KHILAFAT LIBRARY

یا اس کی نافرمانی پر لوگوں کی سزا مرتب ہوا کرتی ہے یا جو طریقہ سزا کا نبی نے بتا دیا تھا وہ حوادث اُسی کے موافق ہوتے ہیں یا ایسے ہی اور امور ہوا کرتے ہیں۔ انبیاء کے معصوم ہونے کے بھی تین اسباب ہوا کرتے ہیں۔ یہ کہ تمام رذیل خواہشوں اور غلطیوں سے کسی انسان کی فطرت نہایت خالص اور صاف پیدا کی جاتی ہے۔ خاصتہً اُن امور کی بابت جو حدود شرعی کی حفاظت اور پاسبانی سے متعلق ہوا کرتے ہیں۔

(۲) یہ کہ اسکو اچھے کام کی خوبی اور بُرے کام کی بُرائی اور دونوں کا انجام وحی الٰہی سے ہوجایا کرتا ہے (۳) یہ کہ اُس شخص کے اور اُن رذیل خواہشوں کے مابین خدا حائل ہوجاتا ہے۔ واضح ہو کہ انبیاء علیہ السلام کی سیرت میں سے یہ ہوتا ہے کہ خدا کی ذات اور صفات میں غور اور فکر کرنیکا حکم نہ کریں۔ عام لوگ ایسے خوضوں کی طاقت نہیں رکھا کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تفکروا فی خلق اللّٰہ ولا تفکروا فی اللّٰہ۔ ولا تفکروا فی اللّٰہ (خدا کی ذات میں غور مت کرو بلکہ اُس کی مخلوق میں غور کرو۔ اور ان الی ربک منتھی (تیرے رب کیطرف نہایت ہے۔) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پروردگار کی ذات میں غور کا موقع نہیں ہے۔ انبیاء ہمیشہ یہی ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے انعامات اور اُس کی بزرگ قدرت میں لوگ غور کیا کریں۔ نیز انبیا علیہ السلام کی سیرت میں سے یہ امر ہوتا ہے کہ لوگوں سے ایسی ہی گفتگو کیا کرتے ہیں جو اُن کے عقلی اندازہ کے مناسب اور اُن کے علوم کے موافق ہو جو اُن کے اندر پیدائشی طور پر پائے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ نوع انسانی کا کہیں وجود ہو اُسکو جبلی طور پر ایک خاص ادراک عطا کیا گیا ہے۔ جسکا مرتبہ تمام حیوانی ادراک سے زیادہ ہے۔ ہاں اس کا اصلی مادہ ہے اگر عادی ہو۔ اور اس قسم کے انسانی ادراک کے قابل ہو تو اور بات ہے ورنہ انسانی ادراک میں سب افراد نوعی شریک ہوتے ہیں۔ اور اس ادراک کے علاوہ انسان کے لئے اور زائد علوم سے حصہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اُس میں معمولی عادت کے خلاف حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ انبیاء اور اولیاء کے قدسی نفوس کی حالت ہوا کرتی ہے۔

عام لوگوں کے حصول باری کے ذرائع اور نبیوں کے حصول باری کے ذرائع میں کیا فرق ہے؟

اور کبھی انسان کو بعض پر مشقت ریاضتوں کے استعمال سے بعض ایسے علوم حاصل ہوتے ہیں جو اُس کو ایسے بلند ادراکات کے لئے طیار کرتے ہیں جنکا اندازہ اس کے وہم و خیال میں بھی نہیں ہوتا اور کبھی مدت دراز تک علوم حکمیہ کی اور علم کلام اور اصول فقہ وغیرہ کی مشق اور محنت سے علوم کا اضافہ ہوجایا کرتا ہے۔ لیکن انبیاء کی گفتگو صرف اُسی سادہ ادراک کے طریقہ کے موافق ہوا کرتی ہے جو بلحاظ اصلی پیدائش کے اُن کی طبائع میں موجود ہوا کرتا ہے۔ اُن علوم کی طرف جن کا وجود شاذ و نادر اسباب سے ہوا کرتا ہے اور محض اتفاقی ہوتا ہے اُن کو کچھ التفات نظر نہیں ہوتا۔ اسواسطے انبیا لوگوں کو اس پر مجبور نہیں کرتے کہ وہ خدا کو تجلیات اور مشاہدات کے ذریعہ سے یا دلائل اور قیاسات سے معلوم کریں یا وہ خدا کو تمام جہتوں سے منزہ خیال کریں۔ اس لیے کہ اس طرح پر معلوم کرنا اُن لوگوں کے لئے گویا محال ہے۔ کہ جن کو ریاضتوں کے اشتغال نصیب نہیں ہوتے۔ اُنھوں نے مدت دراز تک مشغولیوں سے میل جول نہیں رکھا ہے استنباط اور استدلال اور احسانات کے طریقوں کی جانب اُن کو رہبری نہیں کی گئی ہے۔ اُن مقدمات کے ذریعہ سے جن کے ماخذ تیرہ دقت ہیں باہم مشابہ چیزوں سے اُن کو فرق نہ کرنے کی تعلیم نہ دی گئی ہو اُن کو وہ علمی دقتیں نہ آتی ہوں جن کی وجہ سے اصحاب الرائے اہل حدیث پر ناز کیا کرتے ہیں اور نیز انبیاء کی سیرت میں یہ امر بھی داخل ہے کہ وہ ان امور کیجانب توجہ نہیں کیا کرتے جو تہذیب نفس سیاست اُمت سے تعلق نہ رکھتے ہوں وہ اُن اسباب کو بیان نہیں کرتے جو عالم جو میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً مینہ اور کسوف اور ہالہ کی کیفیت عالم نباتات اور حیوانات کی عجائبات یا آفتاب و چاند کی رفتار کا اندازہ اور روزمرہ حوادث کے اسباب انبیاء یا سلاطین یا شہروں وغیرہ کے قصے اور حالات البتہ خدا کے انعامات اور انتقامات بیان کرنیکے لئے امور بالا کا ذکر بھی آجایا کرتا ہے وہ بھی محض اجمالی صورت میں۔ کسی استعارات اور مجازات کے پردہ میں آجایا کرتا ہے جس سے لوگوں کو الفت ہوتی ہے اُن کی عقلیں اس کو قبول کر سکتی ہیں اسی بنا پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کا سبب دریافت کیا تھا تو خدا تعالیٰ نے اس سے اعراض فرما کر صرف مہینوں کے فائدے بیان کر دیئے اور فرما دیا یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج (تجھ سے لوگ ہلالوں کا حال دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو اُس سے لوگوں کا اور حج کا وقت معلوم ہوتا ہے۔) اکثر لوگوں کو تم دیکھو گے کہ ان فنون رسمی کی الفت سے یا اور وجوہ سے اُن کے ذوق خراب ہوگئے ہیں اس لئے وہ پیغمبروں کی کلام کے بے موقعہ معنی لگا لیتے ہیں۔

آریہ سماج اور مولانا حسرت موہانی بی اے

پرکاش کے رشی نمبر میں مولانا حسرت موہانی تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"مسئلہ توحید میں آریہ سماج اسلام کا ہم خیال ہے" مگر معلوم ہوتا ہے کہ مولانا حسرت موہانی نے شاید کبھی ستیارتھ پرکاش یا آریہ سماج کی کسی دیگر مذہبی کتاب کو پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا - ورنہ مولانا موصوف اسقدر وثوق کے ساتھ مسئلہ توحید میں اسلام اور آریہ ازم کو ہم خیال ظاہر نہ فرماتے - جہاں اسلام یہ ظاہر کرتا ہے کہ خداوند قادر مطلق ہے اس کا نا کوئی ثانی اور نا کوئی ہم پلہ ہے اور نا ہی کوئی ہوگا وہاں دوسری طرف آریہ سماج اپنے سرو شکتیمان ایشور کو اپنی ذات میں لاشریک عزسے واحد اور ازلی ابدی ٹھہرانے کے لئے طیار نہیں ہے - آریہ سماج کے عقیدے کے مطابق چھ چھ الگ الگ مگر ہمعصر انادی چیزیں ہیں -

(۱) برہم یعنی خدا

(۲) مادی یعنی پرمانو

(۳) آتما یعنی روح

(۴) کال یعنی وقت

(۵) کرم یعنی کام

(۶) بھید یعنی ارادہ

اب کہاں تو اسلام کی توحید جس کے لئے ہمارا پیارا قرآن شریف یہ فتویٰ دیتا ہے کہ وہ لا شریک لہ ہے اور نہ اس کا کوئی ہم رتبہ اور ہم پلہ ہوا اور نہ ہوگا - وہ قادر مطلق محیط الکل شیئاً ہے اور کہاں یہ آریہ سماج کی تھیوری کہ خدا کے ساتھ مادہ - روح - وقت کام - ارادہ بھی ہمعصر ہیں ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا!

باوارام سے محمد عبداللہ بنگیا -

ریاست بھرتپور سے ہمارا ایک معزز نامہ نگار لکھتا ہے کہ ۲۷ - اکتوبر کو بعد از نماز جامع مسجد بھرتپور میں - باوارام قوم گوڑ برہمن عمر بائیس سال بخوشی و رغبت مشرف باسلام ہوا - اسلامی نام محمد عبداللہ رکھا گیا - اللہ تعالیٰ استقلال دے - آمین -

"نور" لاریب یہ خوشی کا مقام ہے کہ ایک انسان ۳۳ کروڑ دیوتا کی پوجا سے چھٹکارہ پاکر ایک وحدہٗ لاشریک کا بھگت بن گیا - مگر یہ خوشی اسی وقت زیبا ہو سکتی ہے کہ جسطرح ہمارے مسلمان بھائی کسی غیر مسلم کو مسلمان بناتے وقت ثواب دارین سمجھتے ہیں ویسے ہی اسکو مسلمان بناکر اس کے قرآن شریف پڑھنے پڑھانے یا دیگر ضروریات کے متعلق بھی حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں - اللہ تعالیٰ توفیق دے -

پرکاش کا رشی نمبر

"سوامی" دیانند کی یادگار میں پرکاش نے ایک رشی نمبر نکالا ہے - اور اس میں بڑے بڑے لائق اور سرآوردہ آریہ مہاشوں سے درخواست کر کے مضامین حاصل کئے ہیں - ہر ایک نامہ نگار نے اسبات کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سوامی دیانند نے ہمیں ۳۳ کروڑ دیوتا کی پوجا سے نکالکر ایک ایشور کی پوجا کرائی ہے اگرچہ مہاشہ گنوں کا یہ دعویٰ بے دلیل ہے مگر پانچ منٹ کے لئے باور بھی کر لیا جائے کہ سوامی دیانند نے ایسی تعلیم پھیلانے کی کوشش کی ہو تو ہم حیران ہیں کہ ہمارے آریہ مہاشے ایک ہی فعل کے لئے ایک کو قابل ستائش اور دوسرے کو قابل نفرت کیوں خیال کرتے ہیں - سلطان محمود غزنوی نے بتوں کو توڑا اور سوامی دیانند نے بتوں کو توڑنے کی کوشش کی - مگر ہمارے آریہ دوست سوامی دیانند کو توپری وارث دیانند کہتے ہیں اور برخلاف اس کے سلطان محمود غزنوی کو ملیچھ جو انصاف سے کوسوں دور ہے - امید کہ ایڈیٹر صاحب پرکاش اس پر ضرور روشنی ڈالینگے -

نومسلم حفاظت فنڈ

میزان سابقہ مالعہ ۵
جناب ڈاکٹر نور محمد صاحب سمندری عہ
جناب منشی عبدالعزیز صاحب سہارنپوری عہر
میزان کل مالعہ ۵

افسوس نومسلم حفاظت فنڈ کی ترقی کی رفتار بہت ہی مدھم ہے - کہاں ہمارا وہ دعویٰ کہ ہم روئے زمین کے غیر مسلموں کو مسلمان بناکر ان کے لئے بہشت کے دروازے کھولینگے اور کہاں یہ سستی کہ اس کے لئے جو فنڈ کھولا گیا ہے اس کے لئے چار سو روپیہ کا پورا ہونا بھی قریب قریب محال نظر آرہا ہے امید کہ وہ خیر خواہان ملت جو غیر مسلم کو مسلمان بناکر ثواب دارین حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ نومسلموں کے ابتدائی تکلیفات اور مصائب کو دور کرنے میں بھی ثواب دارین سمجھتے ہوئے نومسلم فنڈ کو مضبوط کرنے کے لئے ہمہ تن کوشاں ہونگے -

کیا نور امید رکھے ؟

چار سو روپیہ کا پورا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے صرف تھوڑی سی توجہ اور فکر درکار ہے - دوستو ہم اپنے عزیزوں اور بچوں کے آرام و آسایش کے لئے کیا کچھ نہیں کر گذرتے - تو پھر جن لوگوں کو ہم مسلمان بناتے ہیں آخر وہ بھی تو کسیکے "لال" ہیں - کیا انسانی ہمدردی اور اسلامی اخوت ہم سے اس امر کی مقتضی نہیں کہ ہم اس بے زر بے زور - بے گھر بے پر گروہ سے ہمدردی کر کے ان کی نیک دعائیں اپنے حق میں لیں - خدا ہی ہے جو ہمارے دلوں کو اس کار خیر کے لئے جنبش دے -

KHILAFAT LIBRARY

KHILAFAT LIBRARY

نور کے ساتھ عملی محبت کا ثبوت

الحمدللہ کہ نور کی توسیع اشاعت کے متعلق ہماری اپیل رائیگاں نہیں گئی۔ ہمارے لکھنے پر حسب ذیل احباب کرام نے نور کی توسیع اشاعت میں مربیانہ کوشش فرمائی ہے۔

میاں محمد عبدالعزیز صاحب ایک خریدار
جناب شیخ غلام حیدر صاحب انسپکٹر پولیس ۲
جناب محمد نذیر صاحب ۲ خریدار
جناب ماسٹر محمد عبداللہ صاحب ہاشمی بی۔ اے ۲
جناب منشی بوٹے خاں صاحب پٹواری ۲
جناب خادم حسین صاحب بھیروی ۱
جناب منشی عنایت اللہ صاحب پٹواری ۱
جناب بابو فیروز الدین صاحب سب اوورسیر ۲
جناب منشی ظفر حسن صاحب احمدی ۳
جناب چودھری شیر محمد خان صاحب بی۔ اے۔ ایک
ایک نام کی پرواہ نہ کرنے والے ۳
جناب میر احمد شاہ صاحب ۱
جناب منشی بدر بخش صاحب ۱
جناب ماسٹر ہدایت اللہ صاحب ۱

اللہ ان دوستوں کو جزائے خیر دے۔

اس حساب ۶۲ + ۱۴ = ۷۶ نے اپنا فرض ادا کیا اور ابھی ۸۰۰ − ۷۶ = ۷۲۴ احباب کرام پر یہ فرض یوں کا ووں ہی ہے۔ اُمید کہ یہ دوست بھی بہت جلد اپنے فرض سے سبکدوشی حاصل کرینگے ؂

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

کون نہیں جانتا کہ آریہ سماج کے بانی کی عمر کا آخری حصہ اور کثرت سے آریہ سماجیوں کے سالہا سال ہندوؤں کے پرانوں اور اُن کے پیروؤں کی نہایت دلیری سے ضد اور مخالفت میں گذرا اور اور اُن کی کتھا کرکے روزی کمانے والوں کو پوپ اور اُن کی سوانح کو پوپ لیلا کے نام سے نامزد کیا جاتا رہا۔ اور اس میں کیا کلام ہے کہ جن ہندو روایات ہندو خیالات اور ہندو نیتی کا ہندو جاتی کو فخر ہے وہ بھی اگر کہیں موجود ہے تو وہ ویدوں کی سنگھتا میں اسقدر نہیں جتنی کہ اُس کے بعد کے لٹریچر میں درج ہیں کہ جن کا پُران بھی ایک بہت ضروری جزو ہیں۔ اس لئے آخر کار ہوا کیا؟ ویدوں کا تو چھت کی چوٹی سے بار بار پُکار مچا کر بھی آریہ سماجیوں میں قریبًا کچھ پرچار نہوا۔ اور عمومًا سارا زور صرف پنڈت دیانند صاحب کی تصنیفات خصوصًا ستیارتھ پرکاش کی کتھا پر ختم ہوتا رہا۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ آریہ صاحبان کو پتہ لگ گیا ہے کہ ستیارتھ پرکاش کی جھگڑوں سے بھری ہوئی تحریریں آتماؤں کو کوئی اعلےٰ خوراک دینے سے قاصر ہیں اس لئے اب جابجا یہ کوشش پائی جاتی ہے کہ جس آریہ سنیاسی کو عوام میں شہرت حاصل کرنا مقصود ہو یا جس آریہ سماج کو ہندوؤں میں ہر دلعزیزی حاصل کرنیکا شوق ہو اُسے ویدوں کی نہیں بلکہ **پرانوں کی کتھا** کرنے کی سوجھتی ہے۔ چنانچہ پچھلے دنوں شملہ کی ایک آریہ سماج میں ہم نے ایک آریہ سنیاسی سوامی نند اگنی ہوتری کو یہی کام کرتے دیکھا اور اب لاہور کے بازاروں میں وچھووالی سماج کی طرف سے ایک ایسا ہی اشتہار بازاروں میں لگا ہوا ہے۔ واقعی آریہ سماج میں یہ تبدیلی کچھ کم قابل مطالعہ نہیں ہے۔ اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو بھی غنیمت ہے ؂

آریہ سماج اور چھوت چھات

آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش میں جو ذات پات کے جھمیلے کی تائید کر گئے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ستیارتھ پرکاش میں چار ورنوں کی تائید جگہ بہ جگہ پائی جاتی ہے۔ ستیارتھ پرکاش میں مسلمانوں کو ملیچھ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ مگر ہوا کا رُخ بھی بڑا زبردست ہے۔ حال ہی میں پنڈت کیشب دیو شاستری آریہ سماجی جو آریہ سماج کے اعلےٰ اراکین سے سمجھے جاتے ہیں اُنھوں نے پچھلے دنوں بنارس کی ایک عدالت میں بطور گواہ کے بیان کیا ہے۔

"لوگ سمجھتے ہیں کہ آریہ سماجی ہندو نہیں مگر ہماری عقاید اور اُن کے عقاید کے درمیان بنیادی فرق ہے۔ ہندو کمیونٹی سے جو مراد عام طور پر لیجاتی ہے اُس میں آریہ سماجی شامل نہیں ہیں ہم اگرچہ ورن آشرم کو مانتے ہیں مگر ہم ذات پات کو نہیں مانتے۔ ..... اگر مجھے ساتوک بھوجن مل جاوے تو میں اُسے کھالونگا۔ چاہے وہ ہندو کے ہاتھ سے ملے یا مسلمان اور عیسائی کے ہاتھ سے۔ ساتوک بھوجن سے میری مراد ہے کہ اُس میں گوشت اور منشی اشیاء نہوں۔ اور وہ شدھ ہاتھوں سے۔ شُدھ برتنوں میں اور شُدھ جگہ میں بنایا گیا ہو۔ شدھ سے میری مراد ہے کہ جو صفائی یا صحت کے قوانین کے لحاظ سے صاف ہوں۔ روشن دماغ ہندو اسبارے میں ہماری پیروی کرتے ہیں۔ گیتا کی تعلیم کی رُو سے ایک برہمن کو چنڈال کے ہاتھ سے کھانا کھانے میں دوش نہیں ہے۔" یہ سپرٹ مبارک ہے جس کے لئے ہم کیشب دیو جی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

کیا رنگ لائے گا

ایک آریہ شاعر کہتا ہے ؎
کبھی تو رنگ لائیگا یہ خون ویدک شہیدونکا
قتیں خنجر بید ردبے تقصیر ہوتے ہیں۔

کئی بار تو یہ ویدک دھرم بہت رنگ لاچکا ہے آگے آگے دیکھئے کیا رنگ لاتا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

یوسف علیہ السلام کی پارسائی

زلیخاؤں تو ناز آفرینی و ناز برداری اور دلربائی اور دلفروشی کی گرم بازاری عشق و محبت کے چراغ کو ہمیشہ اور ہر جگہ اکساتی اور تیز کرتی رہی ہے مگر مصر کو اس بارے خاص میں ساری دنیا پر ایک نمایاں فوقیت حاصل ہے۔ شعرائے عجم ترکوں کے حسن وجمال کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان اور ایک ترک شیرازی کے خال ہندو پر سمرقند و بخارا کو قربان کرتے رہے۔ گرجستان کے حسن وجمال کا ایک زمانہ دیوانہ ہو رہا ہے اور وہ کوہ قاف کی پریاں ہی ہیں جو صدیوں اور مدت ہائے دراز سے ایران و روم کے شاہی محلوں کی زیب و زینت بنی ہوئی ہیں متھرا جی کی گوپیوں نے سری کرشن جی کی دیوتائی کی شان میں زندہ دلی کی جان ڈالی ہے۔ مگر سرزمین مصر نے اپنی ناز آفریں مہوشوں کی دلربائی و دلفریبی کے جیسے کارنامے صفحات تاریخ پر درج کرا دئے ہیں اور کسی ملک کو نہیں نصیب کیونکہ زلیخا اور قلوبطرہ (کلیوپیٹرا) کی سی نازنین دلبروں کو کسی ملک کی تاریخ نہیں پیش کر سکتی جنھوں نے دلبری و دلستانی کو ایک فن بنا کے اُس میں انتہا درجہ کا کمال دکھا دیا۔ زلیخا کے حالات کو یہانتک شہرت و نمود حاصل ہے کہ توراۃ اور قرآن کے روحانی لٹریچر میں میں بھی اُنھیں جگہ مل گئی اور قلوبطرہ کے واقعات مورخین روم کے ذریعہ سے اس قدر مشہور ہوے کہ آج ہر زبان کے مورخین کی زبان پر ہیں اور متین سے متین اہل تاریخ کے بیان میں بھی اُن کا تذکرہ آتے ہی ایک شاعرانہ رس اور مزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اپنے حسن وجمال کے اثر اور اپنی سحر آفریں آنکھوں کے جادو بھرے تیروں سے کسی کے دل کو زخمی کر دینا

ایک ایسا فن ہے جس میں ہر ملک کے حسین کمال رکھتے ہیں اور ہر جگہ کے عشاق خستہ جگر اپنے دلرباؤں کی بے رحمی کی شکایت کر رہے ہیں۔ رومی شاعر اوڈ کی مثنوی "آرٹ آف لو" فن عشقبازی کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ روم کی ناز آفریں مہجبینیں کس خوبصورتی سے دل چھین لیا کرتی تھیں اور اُن کے ہاتھوں سے عشاق کیسے دل برشتہ ہو رہے تھے۔ مگر مصر کی یہ دونوں ہیروئنیں جنھوں نے دلستانی کی معرکہ آرائیوں میں قیامت تک یاد رہنے والی فتحیں حاصل کی تھیں سب سے بڑا یہ امتیاز رکھتی ہیں کہ اپنے حسن کے موثر بنانے اور اپنے تیر نظر میں جہانگیری کی قوت پیدا کرنے میں اُنھوں نے جو کمال دکھا دیا اور کہیں کی دلربائیں نہیں دکھا سکیں۔ زلیخا کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت یوسف کو اُنکے نامہربان بھائیوں نے صحرائے عرب کے ایک اسمٰعیلی قافلہ والوں کے ہاتھ بیچ ڈالا تو وہ لوگ آپ کو لے کے مصر کے بازار حسن میں پہنچے اور قطفیر نام ایک معزز عہدہ دار مصر کے ہاتھ فروخت کر ڈالا جو دربار فراعنہ میں وزیر خزانہ کی خدمت پر مامور تھا اور عزیز مصر کہلاتا تھا۔ عزیز نے حضرت یوسف کو لا کے اپنی بی بی کے سپرد کیا جس کا نام مورخین سلف کے نزدیک تو "راعیل" [۱] تھا مگر خدا جانے

[۱] توراۃ و قرآن مجید میں اس خاتون کا کوئی نام نہیں بتایا گیا ہے۔ اور وہ "عزیز کی جورو" یا "امراۃ العزیز" کے الفاظ سے یاد کی گئی ہے۔ عرب کے قدیم مورخ ابن اثیر وغیرہ اس محترم و مشہور خاتون کا نام راعیل بتاتے ہیں۔ مگر اب مسلمانوں میں اُن کا نام زلیخا مشہور ہے ٭

کیونکر ایران و ہند کے متاخر شعرا و مورخین میں زلیخا مشہور ہو گیا۔ اور چونکہ اس معزز خاتون کا یہی نام ہندوستان کے بچّہ بچّہ کی زبان پر ہے لہذا ہم بھی اُسے اسی مشہور نام سے یاد کرتے ہیں عزیز نے حضرت یوسف کو اپنی بی بی کے حوالے کرتے وقت یہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ چونکہ ہم لاولد ہیں اس لئے خوبصورت کنعانی لڑکے کو بیٹا بنا کر پالینگے۔

جب آپ بڑے اور جوان ہوئے اور آپ کے حسن وجمال میں جوانی کی دلربائی نے جلوہ دکھایا تو زلیخا آپ کی صورت پر فریفتہ ہو گئی۔ اور اپنے دام میں گرفتار کرنے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں کرنے لگی۔ مگر ایک معصوم پیمبر زادے کے قدم کو لغزش ہونا غیر ممکن تھا۔ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تب اُس نے مولانا جامی کی روایت کے مطابق ایک مکان کو ایسے طریقے سجا اور آراستہ کیا کہ کیسا ہی بے حس ہو اُس میں قدم رکھتے ہی اُس کے دل میں ایک شورش عشق پیدا ہو جائے ہر طرف در و دیوار میں ایسی تصویریں لگی ہوئی تھیں کہ جنھیں دیکھ کر دل ہاتھ سے جاتا رہتا۔ اور ممکن نہ تھا کہ انسان اپنے دل پر قابو رکھ سکے۔ اُس مکان کے اندر زلیخا یوسف کو تنہا لے گئی سب دروازے بند کر لئے اور کمال بیتابی عشق کے ساتھ یوسف سے لپٹ گئی۔ یہاں کے عالم کو دیکھ کر یوسف بھی از خود رفتہ ہو گئے قریب تھا کہ اُس کے دام زلف میں گرفتار ہو جائیں۔ مگر ساتھ ہی متنبہ ہوا اور بے اختیار بھاگے زلیخا نہایت ہی بیتابی سے پیچھے دوڑی اور دامن پکڑ لیا۔ مگر یوسف نے بے اختیاری سے ایسا جھٹکا دیا کہ دامن پھٹ کے اُس کے ہاتھ میں رہگیا۔ اور یہ دروازہ کھول کے باہر نکل پڑے باہر نکلتے ہی عزیز کا سامنا ہو گیا جس نے دونوں کو اس حالت میں دیکھا کہ آگے آگے تو نہایت

KHILAFAT LIBRARY

بدحواسی کے عالم میں یوسف ہیں پیچھے اُس کی جورو ہے اور یوسف کا پھٹا ہوا دامن اُس کے ہاتھ میں ہے۔ یہ دیکھ اُدھر تو وہ بھوچکا رہگیا اُدھر اُن دونوں کا یہ عالم ہوا کہ "کاٹو تو لہو نہ تھا بدن میں" مگر زلیخا کی پُرفتن طبیعت اور پُر مکر فطرت نے اُسے سنبھالا۔ شوہر کیطرف دیکھ کر بے تحاشا چلائی "و تمھاری بی بی کے ساتھ جو کوئی بُرا ارادہ کرے اُس کی سزا قید کے سوا بھلا اور بھی کچھ ہو سکتی ہے؟" یہ سُن کر یوسف میں تاب نہ رہی۔ بولے خود ہی تو میرے پیچھے پڑی ہوئی ہیں اور اُلٹے مجھی کو الزام دیتی ہیں میں جان بچا کے بھاگا تو میرے پیچھے دوڑیں اور میرا دامن پھاڑ لیا" اب عزیز مصر متردد تھا کہ کیا فیصلہ کرے۔ اور کسے الزام دے۔ کہ اُس کا چچازاد بھائی جو اتفاقاً اُس کے ساتھ تھا بولا۔ "کرتے ہی کے دیکھنے سے دونوں کا جھوٹ سچ کھل جائے گا اگر یوسف کے کرتے کا اگلا دامن پھٹا ہو تو جانئے زلیخا سچی ہیں اور یوسف جھوٹے ہیں اور اگر پچھلا دامن پھٹا ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یوسف سچے ہیں اور یہ جھوٹی ہیں۔ اس تجویز کے مطابق کرتے کا جو معائنہ کیا گیا تو نظر آیا کہ پچھلا دامن پھٹا ہوا ہے۔ اس ثبوت کے بہم پہنچتے ہی زلیخا کا سر ندامت سے جھک گیا۔ اور عزیز نے بی بی کیطرف دیکھ کے کہا۔ یہ تمھارا ہی فریب ہے۔ سچ یہ ہے کہ تم لوگ بڑے ہی مکار ہوتے ہو" بی بی کو سزا کیا دیتا اور پھر عزیز سا ناکارہ آدمی۔ جس کی نسبت مشہور تھا کہ عورتوں کے کام ہی کا نہیں ہے اس واقعہ کو اتنے ہی پر ٹالدیا کہ زلیخا سے کہا کہ "بی سارا قصور تمھارا تھا اسلئے اب اپنے گناہ سے توبہ کرو۔ اور پھر ایسا نہو" یہ تو پہلا موقعہ تھا جبکہ زلیخا نے اپنے حسن وجمال کے اثر اپنے ناز وانداز اور اپنے کمال دلبری سے ایک پیمبرزادے کے دلپر فتح پانیکی کوشش کی تھی۔ مگر چونکہ پیمبری کے دامن عفت پر دھبہ لگانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن ایک دوسرے موقع پر جب اُسے حسن کی کرشمہ سازیاں دکھانیکے ہنر میں کمال حاصل کر کے دکھانا تھا اس بات کی کوشش کی کہ حسن یوسف کا اثر تمام خاتونان مصر پر ڈالدے اور اپنے آپ کو معذور ثابت کرکے پوری طرح فتحیاب ہوئے۔ یہ سین بھی نہایت ہی دلفریب تھا

اور سوا مصر کی سرزمین کے اور شاید کہیں نظر نہ آیا ہوگا اِس کی بنا یہ تھی کہ زلیخا کا دل ہاتھ سے دے بیٹھنے کا حال جب اُمراء مصر کے گھروں میں مشہور ہوا تو تمام معزز خاتونیں انگلیوں کو دانتوں سے کاٹ کاٹ کے زلیخا کو الزام دینے لگیں کہ "بی شوق پورا کرنے کے لئے ایک غلام ہی تھا زلیخا کو کوئی شریف زادہ نہ ملتا تھا؟" تو اپنے سر سے یہ الزام اُٹھانے کے لئے زلیخا نے ایک دن تمام خاتونان مصر کی دعوت کی جس میں بڑا ہی تکلف کا سامان کیا۔ دو کمرے نہایت دولتمندی سے آراستہ کئے جدھر نظر جاتی سونے کی جھالریں جھلک رہی تھیں۔ زر و مخمل کا فرش بچھایا گیا تھا۔ ہر طرف دیبا و حریر کے پردے لٹکائے گئے تھے۔ اور اُن کی آراستگی میں کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھا گیا تھا۔ پھر ایک کمرے میں اُسنے چابکدست مشاطاؤں کو حکم دیا کہ یوسف کو بنا چنا کے دولھا بناویں آپکے بالوں میں کنگھی کر کے موتی پروئے گئے حریر زرد کپڑے پہنائے گئے جس میں سنہرے روپہلے اور سرخ گل بوٹوں پر سبز رنگ کی چھوٹی چھوٹی چڑیاں بٹھائی گئی تھیں۔ اطلس سُرخ کا پاجامہ اور سر پر موتیوں اور جواہرات کا مرصع تاج پہنایا اُس تاج کے نیچے سے آپ کی خم درخم زلفیں نکلی ہوئی تھیں جو پیشانی پر مار پیچاں کی طرح بل کھانے کے بعد چہرے کے گرداگرد چکر کھاتی ہوئی سینہ پر لٹکا دی گئی تھیں۔ اودھر اُدھر دونوں رخساروں پر دو زلفیں بچھوؤں کے ڈنک کیطرح مناسب خم کے ساتھ نکال دی گئی تھیں اور باقی زلفیں پیٹھ پر بکھری ہوئی تھیں۔ جن میں موتی گوندھ کے اور طلائی موباف ڈال کے عجب پر لطف جال شانوں اور پیٹھ پر پھیلا دیا گیا تھا دونوں کانوں میں دو اعلےٰ درجہ کے موتیوں کے گوشوارے پڑے تھے گلے میں طلائی مرصع طوق تھا۔ کمر میں سونے کا پٹکا تھا جس میں یاقوت کی گھنڈیاں اور موتیوں کی جھالریں لگی ہوئی تھیں۔ جب حضرت یوسف اس طرح بنا چنا کے اور سنواری جا چکے تو دوسرے پُرتکلف کمرے میں دسترخوان بچھایا گیا۔ جسپر تمام حسین و ناز آفریں مہمان

بیٹھ کے ہر قسم کے الوان نعمت کا لطف اُٹھایا اس کے بعد جام شراب کا دور چلا اور شراب کے بعد جب میوہ خوری کا وقت آیا تو ہر خاتون مصر کے سامنے ایک ترنج اور ایک چھری لا کے رکھ دی گئی۔ تاکہ اُنھیں کاٹ کے کھائیں۔ ابھی وہ پھلوں کو کاٹنے نہیں پائی تھیں کہ زلیخا نے اُن سب خاتونوں کی طرف متوجہ ہو کے کہا "بی بیو میں نے سنا ہے کہ ایک غلام کے متعلق تم سب مجھے الزام دیتی ہو کیا سچ ہے؟" سب نے کہا "ہاں" سچ ہے۔ ہماری خیال میں آپکا حسن وجمال اس مرتبہ کا ہے کہ اُس پر بادشاہوں اور شاہزادوں کی نظریں پڑنی چاہیئے تھیں۔ نہ یہ کہ ایک غلام پر فریفتہ ہو کر آپ اپنی بیقدری کردیں" زلیخا نے کہا مگر تم اس امر کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتی ہو" پھر حکم دیا کہ مغرب کی طرف کے زربفت کے پردے اُٹھا کے حضرت یوسف لائے جائیں۔ مشاطائیں اُسی شان و رعنائی سے یوسف کو اندر لائیں۔ صبح کا وقت تھا اور اس کے پہلے سے انتظام رکھا گیا تھا کہ یوسف جیسے ہی اس کمرے میں داخل ہوں اُن کے چہرے پر آفتاب کی شعاعیں پڑیں چنانچہ آپ لائے گئے سورج کی نرم نرم شعاعوں نے چہرے پر سنہرا پانی پھیر کے آپ کے حسن کو چمکا دیا۔ یہ معلوم ہوا کہ آسمان سے کوئی فرشتہ اُتر آیا ہے یا آسمانی حسن دُنیا میں جلوہ افروز ہو گیا۔ ساری خاتونیں مبہوت اور بت بن کے رہ گئیں زلیخا نے کہا کیوں کیا ہوا۔ یہ تم باتیں کرتے کرتے رک کیوں گئیں سب نے جوابدیا یہ انسان نہیں فرشتہ ہے۔ اس کے بعد سب نے ترنج کاٹنے کا قصد کیا تو بے اختیاری و بیخودی میں ترنجوں کے عوض اپنی انگلیاں کاٹ لیں اُن کی یہ حالت دیکھ کے بولی "یہی وہ غلام ہے کہ جسکے بارے میں مجھے الزام دیا جاتا ہے اور یہی ہے جسپر تم سب مجھے لعنت ملامت کرتی تھیں مگر تمھیں انصاف کرو کہ ایسے جوان رعنا کو انسان چاہے نہ تو کیا کرے۔ اب سب نے زلیخا کی معذوری تسلیم کرلی تو زلیخا نے اُنسے التجا کر کے کہا۔ جب تمھارا یہ خیال ہے تو خدا کے لئے اسے سمجھا بجھا کے راضی کردو" اب سب عورتوں نے اُٹھ اُٹھ کے حضرت یوسف کو فریب دینا شروع کیا بلکہ بجائے اس کے کہ وہ زلیخا کی وکالت کرتیں آپ کو خود اپنی طرف

مائل کرنے لگیں۔ تاہم بظاہر زلیخا ہی کی سفارش کر رہی تھیں۔ درحقیقت یہ بھی نہایت ہی موثر سین تھا کہ حضرت یوسف سجے سجائے دولہا بنائے خاموش کھڑے ہیں اور مصر کی ساری حسین و پری جمال عورتیں لباس فاخرہ اور زیور پہنے اور ہر قسم کا بناؤ چناؤ کئے ہوئے آپ کو بالاتفاق زلیخا کیطرف متوجہ کر رہی ہیں اور یا اپنے دام میں پھانسنا چاہتی ہیں۔ بیشک یہ زلیخا کا پہلے سے بھی بڑھا ہوا فریب

KHILAFAT LIBRARY

رگوید پر تنقیدی نظر

(سلسلہ کے لیئے ملاحظہ ہو نور نمبر ۹ جلد ۲)

سبق آموز اور قابل غور مطالعہ

نمبر ۶

رگ وید کے پہلی اشٹک کے منتر کا ۔ جسکا پوتھی آریہ بھوین صہ۳۴ میں دیانندجی نے یہ ترجمہ کیا ہو " اے وایو تو اپنی عنایت سے ہمارے پاس سب جگہ موجود ہے ۔ ہم نے عمدہ طریقے سے سوم کا بہت اچھا رس نکالا ہے اور نیز سب عمدہ چیزیں اچھی طرح سے بنا کر خدمت عالی میں حاضر کی ہیں قبول فرما اور ہم دونوں (وید کے مصنفوں) کی آرزو شنگ جیسے باپ کو بیٹا ایک ننھی سی چیز دیتا ہے اور وہ اسپر بالکل خوش ہوجاتا ہے تو بھی ہمپر خوش ہو ۔ یعنی اے وایو پرمیشور ہم نے آپ کے واسطے سوم کی نشئی شراب بہت عمدہ نکالی اور نُقل کے واسطے نفیس نفیس طعمہ بھی طیار کیئے ہیں آپ خوش ہوکر تناول فرمائیں ۔ ہماری ناداری پر خیال فرماکر تھوڑے دیئے کو بہت کچھ جانیں ۔ اور جس طرح باپ بیٹے پر شفقت کرتا ہے ویسی ہی آپ ہمپر بھی شفقت رکھیں ۔

معترض یہ بھی پرمیشور کا کلام نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ کھانے پینے وغیرہ کل حاجتوں سے پاک ہے ۔ کسی کی شفقت وغیرہ کا محتاج نہیں ۔ البتہ یہ کسی سوم نوش یا دیوتا پرست کا ہوسکتا ہے ۔ ورنہ سوم کی شراب بنانے اور پرمیشور کو اسپر رجھانے کے کیا معنے اور وہ کونسا پرمیشور سے بھی اعلٰے پرمیشور ہے کہ جس کی پوجا کے واسطے اس کو سوم شراب نکالنی پڑی ۔ اور اچھے اچھے نذر لانے گذراننے لازم آیئے ۔ شاید کوئی جوگی افضل عمل کما کر سورج کے رستے جوگ کے ذریعہ سے اُس کے پاس پہنچگیا ہوگا ۔ اور اُس سرگ واسی نے اُس کی مہمانوازی اس طرح کی ہوگی ۔

अरिइं वांइ रपृथ्यता र्थों
थना न च्यः धियायुयुञ्ज इवः ॥

آرترم دام دیوس پرتھ تیرتھے سندھونارتھ دھیا یویجر اندوۃ (۱۱) یہ رگوید کی پہلی منڈل سکت چھیالیس کا آٹھواں منتر ہے سایئن اچارج وغیرہ نے اس کا ترجمہ کیا ہے تمھاری کشتی جو آسمان سے بڑی ہے سمندر کے کنارے ٹھہرتی ہے تمھارا رتھ خشکی پر منتظر رہتا ہے ۔ تمھاری پوجا کے لئے سوم کا رس نکالا ہے ۔

معترض ۔ یہ منتر بھی کسی سوم کا رس نچوڑنے والے توحید سے محض ناواقف کا کلام معلوم ہوتا ہے کہ غیر محدود کو محدود بنا کر کشتیوں اور رتھوں میں سوار کراتا ہے اور جھوٹ بولنے سے مطلق نہیں شرماتا ۔ حالانکہ اتھرو وید اور دھرم شاستر میں یہ لکھا ہے کہ جو آدمی جھوٹ بولتا ہے اسکی بہتر پشتیں نرک میں جاتی ہیں ۔

اور اگر یہ جھوٹ نہیں تو اتنی بڑی کشتی سمندر کے کنارے پر کسطرح ٹھہر سکتی ہے ۔

तन्नो इन्द्रोवरस्मो मित्र
कासिराय

تنّہ اندرو ردنو منترو اگزاپہ اوکھدو ونیو جوشنتۃ ۔ شرمنسیام مروتا موپستھے یویم پاتسو ستے بھی سدانہ

یہ رگوید کے پانچویں منڈل کا منتر ہے دیانند صاحب نے ترجمہ کیا ہے ۔ ای پرمیشور یہ سورج چاند آگ ہوا پانی اور درخت اور بوٹیاں اور سب جنگلی گھاس تیرے حکم سے خوش ہوکے ہماری خدمت کریں اور سانس وغیرہ ہواؤں کی گود میں بیٹھے ہوے ہم تیری عنایت سے ہمیشہ خوش رہیں ۔ سب طرح کی حفاظتوں سے تم سب ہماری حفاظت کرو کسی طرح سے ہمارا نقصان نہونے پائے مروت ازروے لغت آندھی کو کہتے ہیں سانس وغیرہ معنی کرنا دیانندجی کی صناعی ہے (آریہ بھبوین)

معترض منتر ہذا سے پایا جاتا ہے کہ سورج چاند وغیرہ گرہوں اور آگ پانی وغیرہ عنصروں اور درخت وغیرہ نباتات میں حیوانات کی روحوں کی مانند روح ہے ۔ اور وہ خوش ہوکر انسان کی سیوا اور حفاظت وغیرہ کرتے ہیں ۔ اور انسان ہوا کی گود میں ہمیشہ خوش وخرم رہتے اور عیش اُڑاتے ہیں ۔ اور ایسے ہی بُت پرست کہتے ہیں کہ ہے پرمیشور تیرے حکم سے اندر ورن وغیرہ دیوتا ہماری حفاظت کریں اور جسطرح پرمیشور کے حکم سے یہ چیزیں بیجان ۔ آریوں کی حفاظت کرتی ہیں ویسے ہی جاندار دیو بھی اُنکی حفاظت کرتے ہیں ۔ پھر آریوں اور ان میں کیا فرق ہے وہ کسطرح مشرک بُت پرست قرار دیئے گئے ہیں اور آریہ خدا پرست کسطرح کہلاتے ہیں ۔ عجیب کیفیت ہے ۔ کہ جو جانداروں سے حفاظت وغیرہ چاہے وہ مشرک اور گمراہ اور جو لکڑی وغیرہ بیجان چیزوں سے استمداد چاہے وہ موحد اور خدا پرست کہلائے ۔

ادنیٰ طالب علم بھی بخوبی جانتے ہیں کہ سورج اور چاند زمین کی مانند دو بہت بڑے کرے ہیں اور کواکب اور درخت وغیرہ میں حیوانات کی مانند نفس ناطقہ در وح نہیں اور نہ وہ بذات خود کسی کو نفع اور نقصان پہنچا سکتے ہیں ۔ اور نہ کسی کی حفاظت کر سکتے ہیں ۔ بلکہ خود محتاج بالغیر ہیں ۔ ایسے ہی ہوا کی گود میں بیٹھنا بھی

ہنسی کی بات ہے - اور جو مصنف صاحب کی ہواہیں اُڑنا مراد ہے یہ بھی ایک قابل غور بات ہے - سورج اور آگ سے حفاظت کی اُمید طمع ہے سہ

KHILAFAT LIBRARY

اگر صد سال گبر آتش فروزد
چوں یکدم اندراں اُفتد بسوزد

خاک سے حفاظت کی التجا کرنا اور مدد کی اُمید رکھنا بالکل غلط ہے سہ

خدا سے اور غیروں سے بھی کہنا
یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا

اور پھر ماتاؤں نے جو منتر ہذا کا ترجمہ کیا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وید کے مصنف نے سورج اور اندر اور ورن اور متر اور اگنی اور جل اور اوکھدی وغیرہ دیوتاؤں سے التجا کی ہے کہ اے دیوتاؤں تم سب اپنی کرپا سے میری حفاظت کرو - چونکہ اس ترجمہ میں بھی وہی شرک بھرا ہوا ہے اسواسطے یہ منتر کسی صورت میں پرمیشور کا کلام نہیں ہوسکتا ٭

नत्वावा॰॰ऋत्रपो दिवीनपा
थिवीनजा तौज الخ

نوا وام انیو دویونہ پارتھی ووہ جا تو نہ جنشٹے اشوائم تو مگھون نندر واجیو گویم نشتوا ہوامہے

یہ سام وید اتر سنگھتا کے پہلے پرپاٹھک کا گیارہواں منتر ہے منشی لیکھرام جی نے کسی ناواقف سے اس کا ترجمہ یہ کرایا ہے اے کل ملک کے مالک سب کی زندگی کی جڑھ تیری جیسا آسمان میں اور نہ زمین میں نہ کوئی ہوا اور نہ ہے - اور نہ ہوگا - تو ہر ایک چیز کی آمیزش سے پاک ہے - ہم گھوڑے وغیرہ آرائش کے سامان اور ضرورتوں کی خواہش رکھنے والے تیرے قدموں پر پڑتے ہیں تیرے سوا ہمارا کوئی نہیں - مگر انہوں نے سنسکرت سے ناواقف ہونے کے سبب مکھی پہ مکھی ماردی ہے -

ورنہ کوے کو ہنس کی چال سے کیا نسبت - اور سنسکرت سے اردو کرنا کیا مشکل -

قائل کے قول مذکور سے کہ اے پرمیشور (نہ دویو) نہ دیولوک میں (نہ پارتھی) نہ زمین (اینو) کوئی تجھ سا اب ہے (نہ جاتو) نہ پیدا ہوا (نہ جنیشتی) نہ پیدا ہوگا - یہ ظاہر ہے کہ ہر زمانہ میں صدہا پرمیشور ہوتے رہتے ہیں - مگر یہ پرمیشور لاثانی ہے - اس کی مانند نہ چودہ طبق میں کوئی پیدا ہوا نہ پیدا ہو - سچ ہے - کرنی پرمان کیا پرمیشور کیا انسان - اور لاثانی ہونے کا سبب یہ ہے کہ بغیر کرنی کے کسی کو کچھ نہیں دیتا - فضل و رحمت کی صفت سے مبرا ہے - اس کی قدرت کا یہ حال ہے کہ آجتک اس سے ایک ذرہ کا جسم اور ننھی سی کیڑی کی جان بھی نہیں بن سکی کیونکہ آریہ سماج کا یہ مسلہ اصول ہے کہ آدی سرشٹی میں جسقدر ارواح خود بخود پیدا ہوگئیں سو ہوگئیں اب نہ اس سے کم ہوسکتی ہیں اور نہ زیادہ یہی وجہ ہے کہ ارواح کو بابا تناسخ کے چکر میں آنا پڑتا ہے - کیونکہ اگر دائمی مکتی ہوتی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ جو روح دائمی مکتی خانہ میں گئی وہ تو گویا ہمیشہ کیلئے ایشور کے ہاتھ سے گئی اور آخرکار وہ سرو شکتیمان پرمیشور ارواح سے ہاتھ دھو کر بیٹھ جاتا کیونکہ وہ ارواح کو پیدا نہیں کرسکتا علاوہ بریں منتر کے دوسرے حصے سے بظاہر ہوتا کہ یہ منتر بھی پرمیشور کا کلام نہیں ہوسکتا - البتہ کسی پروہت یا تناسخ کے منکر وغیرہ کا ہوسکتا ہے - کہ جان سے گھوڑی وغیرہ سامان مانگتا ہے - اور اپنی کرنی کے بھروسے پر نہیں بیٹھ رہتا - اور یہ نہیں سوچتا کہ میرے خوش کرنے کے واسطے پرمیشور ضرور ہی چند شخصوں کو مجبور کریگا کہ وہ خود بخود گنہگار ہوکر مرینگے اور میرے آرام کے لئے گوناگوں بیل اور گائیں گھوڑے مرینگے ٭

नमो मइद्भ्योनमोऽर्भके
भ्योन: الخ

نمو مہد بھیو نمو ار بھکے بھیو نمو یو بھیو نمہ آشینے بھیہ یجاما دیوان یدشکر وام ماجیا یسنہ شنسما بر کشی دیوا ہا

یہ رگ وید کی پہلی منڈل سکت ستائیس کا تیرھواں منتر ہے - دھرم سبھا والوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے - بڑے دیوتاؤں کو سلام - چھوٹے دیوتاؤں کو سلام بوڑھے دیوتاؤں کو سلام - ہم سب دیوتاؤں کی حتی المقدور پوجا کرتے ہیں - ایسا ہو کہ میں بڑے دیوتاؤں کی حمد و ثنا بھول نہ جاؤں

معترض یہ بھی پرمیشور کا قول نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ بھول اور چوک سے پاک ہے - اور اس کی ذات کے سوا کوئی پوجے جانے کے قابل نہیں وہ خود معبود ہے - دیوتاؤں وغیرہ کا پوجاری نہیں ہوسکتا - یہ وید کے مصنف کی لیاقت کا کمال ہے کہ اُسے چھوٹے اور بڑے بوڑھے اور بچے تو گن ڈالے اور سب کو سلام بھی کر گذرا مگر یہ نہ بتایا کہ جن کو میں پوجتا اور سلام کرتا ہوں وہ دیوتا ہیں یا پرمیشور - حیوان ہیں یا بندے اور حسب رائے پنڈت دیانند جی اس کے معنے یہ ہوئے بڑے پرمیشوروں کو سلام بوڑھے پرمیشوروں کو سلام نوجوان پرمیشوروں کو سلام ہم سب پرمیشوروں کی پوجا کرتے ہیں - ایسا نہو کہ بڑے پرمیشوروں کی حمد و ثنا کرنی نہ بھول جائیں اور بقول لیکھرام جی اگر جیوؤں کو پرمیشور نے ہدایت کی ہے کہ تم ایک دوسرے کو سلام کرو تو منتر ہذا کا خلاصہ مطلب یہ ہوگا کہ اے جیو تم چھوٹے بڑے ایک دوسرے کو (نمستے) سلام کہو - اور میں حتی المقدور سب کی پوجا کرتا ہوں ایسا ہو کہ میں بڑے بڑے جیوں کی پوجا کرنی بھول نہ جاؤں کیونکہ سیتم ما برکشے دیوا ہا اس منتر کے آخر میں وارد ہے - اس کے علاوہ جیو بقول آریہ ازلی وابدی ہیں - ان میں چھوٹائی اور بڑائی نہیں ہوسکتی - اور ہمیشہ سے ایک رس چلے آتے ہیں

حیوان اور پرند وغیرہ سب ہیں جا بجا موجود ہیں
پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ آریہ لوگ گائے بھینس
وغیرہ کو سلام نہیں کرتے۔ کیا چھوٹے اور
بڑے کا لفظ ان پر صادق نہیں آسکتا۔ کیا ہر
ایک ذی روح اس سے محروم رہ سکتے ہیں۔
اگر یہ حکم بعض انسانوں کے واسطے مخصوص ہے
تو بتانا چاہئے کہ کن لفظوں سے معلوم ہوا۔
اس باب کے شروع میں اور منتر ہذا کی پیشانی
پر ایسا کوئی لفظ نہیں لکھا جس سے یہ سمجھا جائے
کہ یہ منتر پرمیشور نے سلام کے باب میں نازل
فرمایا ہے۔ شاید پرمیشور کثرت اشغال کے سبب
اسکو ظاہر کرنا بھول گیا ہوگا+ اور اب پنڈت
دیانندجی کو دو ارب سال بعد سوجھا دیا۔ ورنہ
صریح بیجا تاویل کے کیا معنے۔ پس ایسا کلام
خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتا۔

नमः पूबभ्यः पव पा तभ्य स
वा न मीन मोभ वा

نمہ شوبھیہ شرپتی بھیچ رو ہو ہو بھواسے پچے
بعورا سے پچے نے شرواسے چے پشو بینے
چ مونیل گری واسے چ تی کنٹھائے چ۔
یہ یجر وید کی سولھویں ادھیائے کا منتر ہے۔
کتوں کو سلام کتوں کے پالنے والوں کو سلام
ڈرانیوالوں کو سلام رولانے والوں کو سلام گوالوں
یعنی گائے بیل وغیرہ پالنے والوں کو سلام نیلی
گردن والے کو سلام۔ یعنی پرمیشور ان سب کو سجدہ
و سلام کرتا ہے۔
معترض اگر یہ پرمیشور کا قول ہے تو ہمیں کچھ
کہہ رونا آتا ہے۔ کیونکہ اس منتر میں انسان اور
حیوان میں کچھ فرق نہیں کیا گیا۔ اور کتوں اور کتوں
کے پالنے والوں کو سلام اور سجدہ کرنیکا حکم ہے اور
نیلی گردن والا جانور اگر نیل کنٹھ ہے۔ جسکو ہنگوانی گھوڑا
کہتے ہیں جسپر رام جی چڑھ کر لنکا پھونکنے گئے تھے
تو ٹھیک ہے کیونکہ اب بھی پائیتہ والے دن تمام
ہنود اس کے درشن کو اہو لک درشن سمجھتے ہیں۔
اگر کوئی اور ذی روح ہے تو اور بات ہے لیکن
اس کی تشریح یہاں پر ضرور چاہئے تھی کیونکہ
اوپر کتوں کا ذکر ہے۔ اور یہ خداوند تعالیٰ کا کلام
تو الگ رہا کبھی موحد کے منہ سے بھی ایسا کلمہ
نہیں نکل سکتا۔ کتوں کو سلام۔ توبہ۔ کیا کتوں کی
عظمت اس قدر دل میں جاگزین ہوگئی تھی
بھلا اس میں کونسی روحانیت کے خزاین
مدفون تھے۔ امید کہ ایڈیٹر مسافر آگرہ ضرور اس
پر روشنی ڈالیگا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

(سلسلہ کیلئے دیکھو نور نمبر ۳۔ جلد ۳)

دیتا بلکہ یہ کلمات بھی مثل الفاظ مذکورہ کے
ایک دشمن بھی دشمن سے کہہ دیتا ہے کیونکہ مخاطب
کا اس میں کوئی ذکر نہیں۔ اور نہ ہی مخاطب کا
صیغہ ہے۔ اب سنئے اسلامی سلام جس کے
معنے ہیں تم پر سب طرح سے صحت و سلامتی
ہمیشہ رہے۔ اس میں خاص طور پر مخاطب کیلئے
صحت و عافیت مطلوب ہے جس کا ہر ذی
جان محتاج ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے آپس
میں ایک طرح سے گویا ایک دوستانہ وعدہ
ہے کہ ہماری آپس میں صلح ہے۔ اور کسیطرح
کا دغا فریب نہیں۔ کیونکہ متکلم مخاطب کو سلامتی
کا عہد دیتا ہے۔ اور مخاطب اُسے تسلیم کرکے
وعلیکم السلام کہتا ہے۔ اس کے معنے ہیں
تم پر بھی ہر طرح سے صحت و سلامتی ہمیشہ رہے"
پس گویا دونوں جانب سے باہمی سلامتی کا
وعدہ ہوگیا۔ اگر ایک دشمن بھی ہو تو وہ بھی
جب یہ سمجھ کر دشمن کو سلام کہیگا تو اُسے بھی
آئندہ کو بموجب اُس وعدے کے دشمنی کرتے
ہوئے شرم آئیگی۔ مگر اس موقعہ پر ہم یہ افسوس
کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مسلمان نہ تو اس سلام
کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی اس کی مطابق عمل کرتے
ہیں۔ دن میں بیسیوں مرتبہ السلام علیکم کہینگے
مگر باہمی عداوت نہچھوڑینگے۔ سو اس کا وبال
اُنہیں لوگوں پر ہے۔ اسلام اس کا ذمہ وار
نہیں ہے۔

ہماری غرض

اس مقابلے سے اس امر کا اظہار ہے کہ اسلام
کا ہر ایک حکم دوسرے مذہبوں پر ترجیح رکھتا ہے۔
یہی وجہ اُس کے بانی (فداہ روحی) کے خاتم الانبیاء
علیہم السلام ہونے کی ہے۔

السلام علیکم کے معنی اور کہنے کا طریق۔ اور اور موقع استعمال

KHILAFAT LIBRARY

السلام علیکم کے معنی ہیں "تم پر ہر طرح سے
سلامتی اور آسائیش ہمیشہ رہے"۔ یہ دعا مخاطب
کو دی جاتی ہے جس کے جواب میں وعلیکم
السلام کہتا ہے۔ جس کے معنے ہیں "تم پر بھی
ہر طرح سے سلامتی اور آسائیش ہمیشہ رہے"
اتنا کہنے سے دس نیکیوں کا ثواب ہوتا ہے۔
اور اگر ورحمۃ اللہ بھی ساتھ ملا دے تو بیس
نیکیوں کا اگر وبرکاتہٗ بھی شامل کرے تو
تیس نیکیوں کا ثواب اور اگر ومغفرتہٗ بھی شامل
کرے تو چالیس نیکی پاوے۔ کہتے ہوئے
اختیار ہے کہ السلام علیکم کہے یا سلام علیکم

مبارک ہم عام مسلمانوں کو عموماً اور مسلمانان پشاور کو خصوصاً مبارکباد دیتے ہیں کہ اُنکا پیارا **افغان** بھی روزانہ ہوگیا۔ اگر مسلمانوں نے افغان کی اس غیر معمولی کوشش کو محسوس کر کے حوصلہ افزائی کی تو ہمارا یقین ہے کہ معزز ہمعصر افغان جو اپنے پہلو میں ایک دردمند دل رکھتا ہے مسلمانوں کے لئے حقیقی معنوں میں ہمدرد اور خیر خواہ ملت ثابت ہوگا۔

KHILAFAT LIBRARY

دونوں جائز ہیں۔ جواب میں وعلیکم السلام کہنا چاہیئے۔ اگر جواب میں بھی السلام علیکم کہے تو جائز ہے۔ سلام کہتے ہوئے یا جواب دیتے ہوئے ہاتھ نہیں اُٹھانا چاہیئے۔ سلام کہتے وقت مصافحہ کرنا سُنت ہے۔ حدیث میں آیا ہے سلام مصافحہ سے پُورا ہوتا ہے۔ نیز فرمایا ہے کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو اُن کے ہاتھ چھوٹنے سے پہلے خدا اُن کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ ایک جگہ فرمایا مصافحہ کرنے سے دلوں کے رنج اور کدورتیں دفع ہو جاتی ہیں۔ سلام کے وقت جُھکنا حرام ہے۔ اگر کوئی شخص سفر سے آئے تو سلام علیکم اور مصافحہ کے علاوہ اس کے گلے ملنا بھی جائز ہے۔ اگر سلام کہنے والا اکیلا ہے تو جواب میں جیسا وعلیکم السلام کہنا جائز ہے وعلیک السلام کہنا بھی درست ہے۔

جس مجلس میں مسلمانوں کے ساتھ کافر بھی ہوں اُن کو بھی سلام علیکم کہنا جائز ہے۔ آدمی جب اپنے گھر میں جائے تو بلند آواز سے اپنی بیوی اور گھر والوں کو سلام علیکم کہے۔ اور وہ بھی بلند آواز سے وعلیکم السلام جواب دیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ گھر میں سلام کہنے سے برکت ہوتی ہے غیر محرم مرد بھی اگر کسی عورت کو سلام علیکم کہے یا کہلا بھیجے تو جائز ہے۔ جس شخص کو کسی غائب کی طرف سے سلام پہنچے تو اُسے چاہیئے کہ پہنچانے والے کو یوں جواب دے۔ وعلیک وعلیہ السلام یعنی تجھ پر بھی اے پہنچانے والے اور اُس پر بھی جس نے بھیجا ہے سلام ہو۔

بڑے آدمی کا چھوٹے بچوں کو سلام علیکم کہنا سنت ہے۔

غائب آدمی کیطرف سے کسی دوسرے کو سلام علیکم کہنا سنت ہے۔

اگر کوئی بڑا پارسا پیر و مرشد ہو تو کسی بدکردار کو سلام کا جواب نہ دے۔ کہ اپنی بدکرداری سے باز آجاوے تو جائز ہے۔ صحابہ کہتے تھے کہ شرابخوروں کو سلام نہ کہا کرو۔ خط میں بھی شروع مطلب سے پہلے السلام علیکم لکھنا سنت ہے سامنے چلتے ہوئے جب دو جماعتیں ملیں تو تھوڑے بہتوں کو اور اور چھوٹا بڑے کو سلام علیکم کہے۔ اگر اس کا اُلٹ بھی ہو جائے تو جائز ہے۔ یعنی بہتے تھوڑوں کو اور بڑے چھوٹوں کو سلام کہیں تو جب بھی منع نہیں۔ لیکن پہلا طریق اچھا ہے۔

گھوڑ چڑھا سوار چلتے کو اور چلتا بیٹھے کو سلام کہے تو جائز ہے اور اس کا اُلٹ بھی جائز ہے۔

عورتیں جب عورتوں سے ملیں تو وہ بھی السلام علیکم کہا کریں۔ اور ماتھے وغیرہ پر ہاتھ رکھنا حرام ہے۔ اُستادوں اور اُستانیوں کو چاہیئے کہ اپنے شاگردوں کو سلام سکھایا کریں۔ جب کوئی شاگرد لڑکا ہو یا لڑکی سلام علیکم نہ کہے تو اس کو واپس بھیجیں کہ سلام کہہ کر آئے۔ اور اِدھر اُدھر کی کہتے ہوئے جواب نہ کھا جائیں کیونکہ یہ بڑا گناہ ہے۔ سلام کافروں کو چاہیے وہ کسی مذہب و قوم کے السلام علیکم کی بجائے ملک کا مروّج سلام کرنا جائز ہے۔ مگر کوئی لفظ غیر شرع نہو۔

جو دو شخص آپس میں خفا ہوں اُن کو تین دن کے اندر ہی اندر سلام علیکم کر لینا ضروری ہے۔ اگر تین روز سے بڑھ گئے تو اُن کی عبادت قبول نہوگی۔ جب تک صلح نہ کریں۔ ہاں اگر کوئی بے دین مفسد ہو تو اس وجہ سے اگر اُس کو چھوڑا جائے تو درست ہے۔ اگر ایک نے اُن میں سے سلام علیکم کہا اور دوسرے نے قبول نہ کیا تو کہنے والا اُس گناہ سے چھوٹ جاویگا جو خفگی کی حالت میں دونوں پر ہونا تھا۔ ہندوؤں وغیرہ غیر قوموں کے ساتھ سلام کا طریق ملکی سلام وغیرہ کافی ہے۔ بدعتی کو سلام کہنا اور جواب دینا بڑے پرہیزگاروں کو نہیں چاہیئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ فلاں شخص آپ کو سلام کہتا ہے۔ انہوں نے کہا میں نے سُنا ہے کہ اُس نے کوئی بدعت نکالی ہے۔ اس لئے میرا جواب اس کو نہ دیجیو۔

آتے ہوئے آدمی کے لئے اُٹھ کھڑے ہونا اور اُس کی اور اُس کی عادت مقرر کرنا اور نہ اُٹھنے والے کو بے ادب یا بدتہذیب بتلانا بہت بُرا ہے۔ آنحضرت (فداہ روحی کے صحابہ رضی) آپ کی تشریف آوری پر نہ اُٹھا کرتے تھے اس لئے کہ آپ نے اُنکو منع فرمایا ہوا تھا (سچوں کا یہی کام ہے) ہاں گاہے گاہے بلا عادت مقررہ کسی بزرگ ماں و باپ یا پیر و مرشد یا اُستاد کے لئے کھڑا ہو کر اپنی جگہ بٹھائے تو جائز ہے مگر آنیوالا خیال نہ کرے کہ میرے لئے اُٹھیں۔

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ اور اسکے لئے پہلی لبیک

الحمد للہ کہ قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے لئے جو آواز بلند کیگئی تھی وہ اکارت نہیں گئی اور اسکے لئے سب سے پہلے لبیک کہنے والے معزز ایڈیٹر صاحب سمعط افغان ہیں۔ جنھوں نے اپنے ایک نوازشنامہ میں ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ آپکا گرامی نامہ بجنسہ درج ذیل ہے

"بھائی جان ہدیہ شرعی

یکم نومبر کے پرچہ میں گورمکھی ترجمہ قرآنی والا نوٹ پڑھکر افسوس بھی ہوا اور خوشی بھی۔ افسوس تو اسلئے ہوا کہ مسلمان گورمکھی سے ناواقف ہونیکی وجہ سے بالکل بیخبر رہے اور سکھوں نے قرآن کا ترجمہ گورمکھی میں کیا اور اسکی نسبت یہ زہر اُگلا اور خوشی اس لئے ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈالا اور آپ اسکا جواب لکھنے پر طیار ہو گئے۔ جزاکم اللہ۔ اس کام کے لئے اگرچہ

KHILAFAT LIBRARY

گئو رکھشا اور بقرعید

پچھلے تین چار سال سے آریہ معاصرین نے گئو رکھشا کا ایک عجیب طریقہ اختیار کیا ہے کہ بقرعید سے دو ایک مہینے پیشتر گائے کی فریاد نہایت پُرجوش نظموں میں لکھ کر شائع کرتے ہیں۔ چنانچہ ابھی بقرعید کو بہت دن باقی ہیں۔ لیکن ہمعصر پرکاش وغیرہ نے اس قسم کی نظموں کو شائع کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسپر ہمعصر البشیر پرکاش اور اس کے شاعروں اور نامہ نگاروں سے پوچھتا ہے کہ کہیں اس سے اُن کا یہ مقصد تو نہیں ہے کہ وہ بقرعید پر قربانی گائے کے خلاف ہنود میں فساد کرنے کے لئے مادہ تیار کریں۔ پرکاش ہندوستان اینڈ کو جواب دیں؟

دونوں باتیں معمولی ہیں

اسپر ہمعصر افغان لکھتا ہے کہ:- ہندو مسلمانوں پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ گاؤکشی کرتے ہیں۔ اور یہی پولیٹیکل اہمیت جتاتے ہیں۔ اور مسلمان ہندوؤں پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے حقوق غصب کرتے ہیں اور اُن کو کتے سے زیادہ نجس سمجھتے ہیں اور اُن سے پرہیز کرتے ہیں۔ **بقول ایک ہندو اخبار**

"دونوں فرقوں کی باتیں معمولی ہیں۔ اور اگر ہر دو فریق نیک نیتی سے ان گتھیوں کو سلجھانا چاہیں تو آسانی سے سلجھ سکتی ہیں۔"

لیکن افسوس یہ ہے کہ اِن گتھیوں کو سُلجھانے کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا اور اگر مسلمانوں کی طرف سے کچھ توجہ ہے بھی تو ہندو اخبارات اپنے ناپاک رویہ سے ہندوؤں کو مسلمانوں کی طرف سے بدظن کرکے ملنے نہیں دیتے۔

خط وکتابت کیلئے چٹ نمبر ضرور دیں

آریہ سماج میں گورو ڈم

اس کی نسبت ہمعصر جیون تت لکھتا ہے کہ:- "مثل مشہور ہے کہ نقل سے بڑھکر اور کوئی بہتر طریقہ کسی بات کی توثیق کرنے کا نہیں ہے۔ جو آریہ سماج دیو سماج میں گورو تت کی تعلیم پر مخول اُڑایا کرتے تھے وہ اب آپ اس کی تقلید کر رہے ہیں۔ پنجاب ہندو کانفرنس کے جلسے کے موقعہ پر ہزاروں آدمیوں کے سامنے لالہ لاجپت رائے صاحب نے پنڈت دیانند صاحب کو اپنا گورو تسلیم کیا۔ اخبار پرکاش میں ایک آریوں کا "ارداسا" چھپا ہے کہ جس میں آریہ سماج کے بانی کے سوائے اور کتنے ہی ارکان آریہ سماج کی حمد وثنا مثل سکھوں کے ارداسے کے کی گئی ہے۔ اور یہ ارداسا روزانہ استعمال کے لئے بعض آریہ لوگوں کو اس قدر بھایا ہے کہ وہ اُسے جدا چھپوانے گھر گھر یاد کرنے اور گراموفون کی ریکارڈوں میں بھروانے کی تجویزیں پیش کرتے ہیں آریہ سماج کے ایک شاعر چرنجی لال پریم صاحب اپنی ایک نظم موسومہ عظیم الشان شدھی کو آریہ سماج کے بانی کو سمرپن کرتے وقت انھیں اپنا جیوندا تا ظاہر کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے اصولوں کی فتح دیکھ کر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا اپنے ہاں کی اس رفتار کو سامنے رکھ کر آریہ لوگوں میں اس قدر مطابقت اور انصاف کی پاسداری آئے گی کہ وہ اس بنا پر کسی اور جماعت کے لوگوں پر بیجا حملہ کرنے سے باز رہیں+

نور" مشکل کیونکہ ان کو دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو نظر آجاتا ہے مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتی

کن مجبوریوں نے اسلامیہ سکول سے نکال مشن سکول میں جا پھینکا؟

معزز ہمعصر الحکم لکھتا ہے کہ ماسٹر عبدالرحیم صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضرت کے ارشاد کے ماتحت اکونہ سے قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام میں آئے تھے افسوس ہے انھیں بعض مجبوریوں کی وجہ سے بٹالہ مشن سکول میں ملازمت کرنی پڑی۔ ماسٹر صاحب نے اس تعلق جدید کو بخوشی قبول نہیں کیا۔ بلکہ سکول کے دور جدید کی کسی نہ کسی وجہ سے الگ ہونا پڑا۔ اور بعض اساتذہ کو اپنی ترقی تعلیم کے خیال سے سکول سے علیحدگی اختیار کرنے کی ضرورت پیش آئی ماسٹر صاحب کو بھی کسی ایک یا دوسری وجہ نے بٹالہ پہنچایا۔ امید کہ ہمارا معزز ہمعصر اپنی کسی آئندہ ایشو میں ذرا ان مجبوریوں پر روشنی ڈالیگا کیونکہ اس گول مول عبارت سے غلط فہمی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

ضرورت ہے

دفتر نور کے لئے ایک کلرک کی۔ پاس واس کی چنداں پرواہ نہیں۔ خوشخط اور خوش معاملہ ہو۔ زود نویس ہو۔ کچھ انگریزی سے بھی شدہ بدھ رکھتا ہو۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت طے ہوسکتا ہے۔ منیجر نور قادیان ضلع گورداسپور

سوانح عمری باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ

کا پہلا اڈیشن ختم ہوگیا مگر اُس کی مانگ اس قدر زیادہ ہو رہی ہے کہ روزانہ ایک دو خط آتے ہیں۔ اسوقت بھی تقریباً چالیس کے لگ بھگ درخواستیں آئی ہوئی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس کا دوسرا ایڈیشن چھپ جاویگا اور دوسرے ایڈیشن میں یہ ایک جدید بات ہوگی کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا عکسی فوٹو ایک پُرانی جنم ساکھی سے لیکر شائع کیا جائیگا جس سے انشاء اللہ [illegible] ہوجائیگی ۔

KHILAFAT LIBRARY

نمرہ وید

اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا اس اس آریہ ورت (ہندوستان) کا نظارہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ لوگوں کی سوشل اور تمدنی حالت کس درجہ پر تھی اور کہ خداوند تعالیٰ کے وصال کے لئے کونسے ذرائع تھے۔ اعلیٰ مذہبی تعلیم کونسی تھی اور کہ اسلام کے ظہور پُر نور نے ان کی سوشل اور تمدنی حالت پر کیسا نمایاں اثر کیا تو یہ کتاب (جو زیر طبع ہے) کے لئے فوراً درخواستیں بھیجیں۔ پیشگی درخواست والوں سے صرف ۸/ بعد کو ۱۰/

(منیجر اخبار "نور" قادیان)

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج

یہاں ہر قسم کے عطریات گلاب کیوڑہ۔ موتیا چنبیلی۔ حنا ہر باندی وغیرہ فی تولہ ۸/ سے لیکر (عہ/) تک اور تیل بالوں کا چنبیلی حنا وغیرہ فی سیر ایک روپیہ سے لیکر للعہ/ تک اور ہر قسم کے عطردان اور ہر قسم کی شیشیاں گلقند قوام تماکو خوردنی خمیرہ خوشبودار وغیرہ لوازمات از روئے بازار نرخ ترمیم ہوتا رہتا ہے۔ جو صاحب طلب فرمائیں معہ نام پورا پتہ خوشخط بنام کارخانہ ارسال فرماویں اجازت دیں یا پیشگی قیمت خصوصاً ریلوے پارسل کیلئے تو کچھ نقد ضرور آنا چاہئے۔

المشتہر

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج محمد عبداللہ و سعداللہ احمدی سے مل سکتا ہے۔

سومنگلا یہ ایک مذہبی دلچسپ ناول ہے جس میں رد تناسخ۔ تناسخ کی لغویت تناسخ کی خوفناک سے خوفناک برائیاں تناسخ کے شرمناک سے شرمناک نتائج کو اعلےٰ کمال اور دلسوز پیرایہ میں دکھلایا گیا ہے۔ قیمت صرف ۲/

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار نور۔ قادیان ضلع گورداسپور

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی گولیاں

جلاب کی گولیاں

رات گولی کھا کر سو جاؤ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہو جاویگا۔ پیٹ میں گرمی و مروڑ کچھ نہیں ہوگی۔ حسب معمول کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی۔ سولہ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب مریضوں کو دیتے چلے آئے ہیں یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں۔ مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیئے قیمت سولہ گولیوں کی ڈبیہ ۵/ ایک سے دو ڈبیہ تک محصولڈاک ۵/

درد سر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ بھر میں دور ہو جاتا ہے۔ یہ دوا اسکو لحظہ میں پانی کر دیتا ہے۔ درد ریاح جس سے ٹیس، چمک پڑ کر رگ و پٹھے غرض جس اکن کنی سے کیوں چھپا ہو تو دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنی چاہیئے قیمت بارہ ٹکیوں کی شیشی ۵/ محصولڈاک ایک ڈبیہ سے چھ ڈبیہ تک ۶/

عرق کافور اصلی

دیکھو گرمی کا موسم آیا جہاں تہاں ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے۔ اس لئے اس سے بچنے کا آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصلی عرق کافور ہے یہ دوا ۲۷ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے۔ یہ گرمی کے دست پیٹ کا درد اور پسلی کے اکسیر کا حکم رکھتا ہے ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو۔ قیمت فی شیشی ۴/ محصول ڈاک ایک شیشی سے چار تک ۵/

عرق پودینہ

ولائتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنایا جاتا ہے۔ رنگ پتی کے رنگ کا سا ہے۔ اور خوشبو بھی پتیوں کے سی آتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے ریاح کے لئے نہایت مفید دوا ہے۔ پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار آنا۔ بدہضمی متلی اشتہا کم ہونا وغیرہ ریاح کی علامت دور ہو جاتی ہے۔ قیمت ۱۰/

ڈاکٹر ایس کے برمن تاراچند دت نمبر ۵ و ۶ سٹریٹ کلکتہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ اور ست سلاجیت

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اُٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے۔ اصلی ممیرا جسکو خود حضرت نے دیکھ کر اصلی ممیرا ہونے کی تصدیق فرمائی اس میں ڈالا جاتا ہے حضرت نے اس سُرمہ کے متعلق خود فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں کیونکہ کئی لاکھ افراد کا امام جو حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا حقدار ہے اس کے مفید ہونے کی شہادت دیتا ہے۔ یہ سرمہ دُھند۔ جالا پھولا اور دیگر امراض چشم کے لئے نہایت مفید ہے قیمت سُرمہ اول قسم عـ۲/ ، قسم دوم عہ/ قسم سوم ۱۰/ ، اصلی ممیرا فی تولہ عـ۵/ ، قسم دوم ۸/

ست سلاجیت

(محیط اعظم سے نقل کیا گیا) جس کی عبارت یہ ہے:

"مقوی جمیع اعضاء نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر اور جذام اور استقاء زردی رنگ و تنگی نفس و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ مثانہ و سلسل بول و سیلان منی و یبوست اور مفاصل وغیرہ وغیرہ امراض کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کرو۔

قیمت فی تولہ ۱۲/

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی۔ پشاوری لمبا دامی۔ سیاہ و سفید۔ ماشی۔ ریشمی۔ سوتی۔ ٹسری۔ صافے سفید بادامی۔ پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور